وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے

جلد 7	شمارہ 03	ربیع الثانی 1434ھ	مارچ2013ء

ISSN 2305-6231

ماھنامہ

حکمتِ بالغہ

جھنگ

مدیر مسئول : انجینئر مختار فاروقی

مشاورت

ڈاکٹر محمد سعد صدیقی

حافظ مختار احمد گوندل

پروفیسر خلیل الرحمٰن

محمد فیاض عادل فاروقی

مدیر معاون و نگران طباعت: مفتی عطاء الرحمٰن

تزئین و گرافکس: سعد حسن خان

قانونی مشاورت:

محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ، چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

ترسیل زر بنام: انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ

اہل ثروت حضرات کے لیے تاحیات زر تعاون سترہ ہزار روپے یکمشت

سالانہ زر تعاون: اندرونِ ملک 400روپے، قیمت فی شمارہ 40روپے

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر پاکستان پوسٹ کوڈ35200

047-7630861-76230863

ای میل: hikmatbaalgha@yahoo.com

ویب سائٹ: www.hikmatbaalgha.com

www.hamditabligh.net

پبلشر: انجینئر مختار فاروقی طابع: محمد فیاض مطبع: سلطان باھو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَآلَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا (ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ چیز ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا زیادہ حق دار ہے

مشمولات

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	سورۃ القیامۃ	3
2	حرفِ آرزو	انجینئر مختار فاروقی	6
3	اسلام کا فلسفہ اسماء والقاب	حافظ مختار احمد گوندل	13
4	یورپ پر اسلام کے احسانات، سلسلہ وار 3	انجینئر مختار فاروقی	28
5	ازواج النبی ﷺ و ا کے تذکرے میں جمع مذکر حاضر کی ضمیر کیوں؟	فضل الرحمٰن عرفانی	47
6	قرآن اکیڈمی جھنگ میں ایک تعارفی نشست اور تقریب رونمائی	انجینئر عبداللہ اسماعیل	54
7	مدیر کے نام		60

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 6 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں (ادارہ)

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

﴿سورة القيامة آيات 01-19﴾

سورۃ القیامۃ میں بڑے مضبوط دلائل کے ساتھ قیامت کے وقوع کا ثبوت اور منکرین قیامت کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے اور ارشاد ہوا ہے کہ تمہارے انکار کی اصل وجہ یہ نہیں ہے کہ اس کی کوئی دلیل تمہاری سمجھ میں نہیں آتی یا تمہاری عقل اس کے وقوع کو ناممکن سمجھتی ہے، اس کی واضح دلیل تو خود تمہارے ضمیر کی شہادت ہے۔ دراصل تم قیامت کا انکار اس لیے کرتے ہو کہ تم اپنی خواہشات پورا کرنا چاہتے ہو اور قیامت کا تصور اس سے مانع ہوتا ہے اور تم جلد حاصل ہونے والی چیز یعنی دنیا پر فریفتہ ہو رہے ہو اور بعد والی زندگی کو نظر انداز کر رہے ہو۔ دنیا کی یہ ساری عیش ختم ہو جائے گی جب موت کا سامنا ہوگا اور کوئی بچا نہیں سکے گا اور اسی بے بسی کے حال میں اپنے ربّ کی طرف جانا ہوگا۔ بدقسمت ہے وہ شخص جس نے اللہ کی راہ میں نہ مال خرچ کیا اور نہ نماز پڑھی بلکہ جب اسے یاددہانی کرائی گئی تو منہ موڑ کر اپنے لوگوں میں چل دیا۔

انسان کو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ اسے اس دنیا میں شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا گیا ہے اور اس سے اس کے اعمال کے بارے میں باز پرس نہیں ہوگی۔ جس اللہ نے انسان کو ایک قطرے سے وجود بخشا اور صفاتِ عالیہ سے آراستہ کیا ہے اُس کے لیے اِس کے مرکھپ جانے کے بعد اِس کو دوبارہ اُٹھا کھڑا کرنا ذرا بھی مشکل نہیں ہے۔

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ O

نہیں۔ میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی

وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِO

اور نہیں۔ میں قسم کھاتا ہوں نفس کی جو ملامت کرے بُرائی پر

(کہ قیامت واقع ہوگی اور جن باتوں پر نفس ملامت کرتا تھا ان کی سزا مل کر رہے گی)

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ O

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی (بکھری ہوئی) ہڈیاں اکٹھی نہیں کریں گے؟

بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ O

کیوں نہیں (یقیناً) ہم تو اس بات پر بھی قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست کر دیں

بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗO

بلکہ انسان چاہتا ہے کہ اپنے سامنے (ہر لمحہ) خودسری کرتا جائے

یَسْئَلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِO

پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُO وَخَسَفَ الْقَمَرُO

جب آنکھیں چندھیا جائیں اور چاند گہنا جائے

وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ O

اور سورج اور چاند جمع کر دیے جائیں (وہ دن قیامت کا دن ہوگا)

یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ O

اس دن انسان کہے گا کہ (اب) کہاں بھاگ جاؤں

کَلَّا لَا وَزَرَO اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ O

کوئی نہیں کہیں نہیں ہے بچاؤ۔ تیرے ربّ کے پاس ہی ہے اس دن جا ٹھہرنا

يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ O

بتادیے جائیں گے انسان کو اس دن جو (عمل)

اس نے آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ O وَّ لَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ O

بلکہ انسان آپ اپنا گواہ ہے، اگرچہ عذر ومعذرت کرتا رہے

لَاتُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ O

اور (اے محمد ﷺ) نہ حرکت دے تو اس کے پڑھنے پر اپنی زبان کو

تا کہ جلدی اس کو (سیکھ) لے

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ O

اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمے ہے

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ O

جب ہم اس (وحی) کو پڑھا کریں تو آپ (اس کو سنا کرو پھر) اسی طرح پڑھا کرو

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗO

پھر اس (کے الفاظ ومعانی) کا بیان بھی ہمارے ذمے ہے

صدق الله العظيم

باسٹھ، تریسٹھ

انجینئر مختار فاروقی

باسٹھ 62 تریسٹھ 63 کسی شخص کی عمر درازی کی دُعا کا حصہ نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُسے اتنی عمر عطا کردے بلکہ یہ ہمارے ملک خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین (جس میں 1973ء سے اب تک 22 ترامیم ہوچکی ہیں) کی اُن دفعات کے نمبر ہیں جو جنوبی ایشیا کی مسلمان آبادی کی گزشتہ ڈیڑھ صدی کی آرزوؤں، اُمنگوں، ارمانوں اور دُعاؤں سے حاصل کیے گئے اس ملک کی اسمبلیوں اور مقنّنہ کے اراکین کے دینی معیار کی وضاحت کرتی ہیں۔

ان دفعات کا اہل علم کو تو شروع سے علم ہے مگر گزشتہ چند ہفتوں سے مختلف عوامل کی وجہ سے اب زبان زدِ عام بھی ہیں اور اخبارات و جرائد کے علاوہ ہمارے الیکٹرانک میڈیا پر موضوعِ بحث بھی ہیں۔

قطع نظر اس سے کہ موجودہ حالات میں کس نے اس بحث کو کن مقاصد کے لئے اُٹھایا ہے اور اس بحث کے نتائج کیا نکلیں گے اور ان نتائج سے فائدہ کسی ایک گروہ کو ہوگا یا دوسرے گروہ کو، ہمارے نزدیک ہر باشعور مسلمان شہری کو ان دفعات کا نہ صرف مطالعہ کرنا چاہیے بلکہ اپنے منتخب نمائندوں کو اس معیار پر پرکھنا چاہیے۔ اس لئے کہ ان دفعات میں ہمارے ممبرانِ پارلیمنٹ کا جو کم سے کم معیار دیا گیا ہے اگر ہمارے اور آپ کے علاقے کے نمائندے اس معیار پر پورے نہیں اُترتے تو اس غیر آئینی اور غیر قانونی طرزِ عمل کے ہم بھی مجرم ہیں ہمیں اپنی غلطی کا احساس پہلے

انفرادی سطح پر کرنا لازم ہے پھر دائیں بائیں دوسروں کو بھی اس حقیقت سے مطلع کرنا ضروری ہے تا کہ ہم اپنے ملک کے مخلص اور وفادار رہ سکیں اور سابقہ غلطیاں اپنی جگہ (اس سے توبہ کرنا ضروری ہے اور احساس ندامت شرط ہے) مگر آئندہ صحیح طرزِ عمل اختیار کرنا نہ صرف ہماری ذات کے لئے بلکہ پورے ملک، تمام مسلمانانِ پاکستان، ہمارے مستقبل، ہماری آئندہ نسلوں، ملکی استحکام اور ملت اسلامیہ کے مستقبل کے لئے بھی ضروری ہے ہمارا آج کا غلط رویہ ہمارے ملک کے مستقبل اور ہمارے مستقبل کو تاریک بنا سکتا ہے اور دشمن اس سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔

مذکورہ دفعات 62 اور 63 کی عبارت آئین پاکستان کی رُو سے درج ذیل ہے:

آرٹیکل 62 مجلس شوریٰ پارلیمنٹ کی رکنیت کے لئے اہلیت

کوئی شخص مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا رکن منتخب ہونے یا چنے جانے کا اہل نہیں ہوگا اگر۔۔

الف۔ وہ پاکستان کا شہری نہ ہو۔

ب۔ وہ قومی اسمبلی کی صورت میں پچیس سال سے کم عمر کا ہو اور کسی انتخابی فہرست میں ووٹر کی حیثیت سے اوّل پاکستان کے کسی حصہ میں، کسی عام نشست یا غیر مسلموں کے لئے مخصوص کسی نشست پر انتخاب کے لئے درج نہ ہو اور دوم کسی صوبہ میں ایسے علاقے میں جہاں سے خواتین کے لئے مخصوص نشست پر انتخاب کے لئے رکنیت چاہتا ہو درج نہ ہو۔

ج۔ وہ سینٹ کی صورت میں تیس سال سے کم عمر کا ہو اور کسی صوبہ میں کسی علاقے میں یا جیسی بھی صورت ہو، وفاقی دارالحکومت یا وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات میں جہاں سے وہ رکنیت چاہتا ہو بطور ووٹر درج نہ ہو۔

د۔ وہ اچھے کردار کا حامل نہ ہو اور عام طور پر احکام اسلام کے انحراف میں مشہور ہو۔

ہ۔ وہ اسلامی تعلیمات کا خاطر خواہ علم نہ رکھتا ہو اور اسلام کے مقرر کردہ فرائض کا پابند نیز کبیرہ گناہوں سے مجتنب نہ ہو۔

و۔ وہ سمجھدار، پارسا نہ ہو اور فاسق ہو اور ایماندار اور امین نہ ہو۔

ز۔ کسی اخلاقی پستی میں ملوث ہونے یا جھوٹی گواہی دینے کے جرم میں سزا یافتہ ہو۔

ح۔ اس نے قیامِ پاکستان کے بعد ملک کی سالمیت کے خلاف کام کیا ہو یا نظریہ پاکستان کی مخالفت کی ہو۔

مگر شرط یہ ہے کہ پیرا 'د' اور 'ہ' میں مصرحہ نااہلیتوں کا کسی ایسے شخص پر اطلاق نہ ہوگا جو غیر مسلم ہو، لیکن ایسا شخص اچھی شہرت کا حامل ہوگا اور

ط۔ وہ ایسی دیگر اہلیتوں کا حامل نہ ہو جو مجلس شوریٰ کے ایکٹ کے ذریعے مقرر کی گئی ہوں۔

آرٹیکل 63 مجلس شوریٰ پارلیمنٹ کی رکنیت کے لئے نااہلیت:

ا۔ کوئی شخص مجلس شوریٰ کے رکن کے طور پر منتخب ہونے یا چنے جانے اور رکن رہنے کے لئے نااہل ہوگا اگر...

الف۔ وہ فاتر العقل ہو اور کسی مجاز عدالت کی طرف سے ایسا قرار دیا گیا ہو۔ یا

ب۔ وہ غیر برات یافتہ دیوالیہ ہو۔ یا

ج۔ وہ پاکستان کا شہری نہ رہے اور کسی بیرونی ریاست کی شہریت حاصل کرے۔ یا

د۔ وہ پاکستان کی ملازمت میں کسی منفعت بخش عہدے پر فائز ہو ماسوائے ایسے عہدے کے جسے قانون کے ذریعے ایسا عہدہ قرار دیا گیا ہو جس پر فائز شخص نااہل نہیں ہوتا۔ یا

ہ۔ اگر وہ ایسی آئینی ہیئت یا کسی ہیئت کی ملازمت میں ہو جو حکومت کی ملکیت یا اس کے زیرنگرانی ہو یا جس میں حکومت تعدیلی حصہ یا مفاد رکھتی ہو۔ یا

و۔ شہریت پاکستان ایکٹ 1951ء (نمبر 2 بابت 1951ء) کی دفعہ 14۔ب کی وجہ سے پاکستان کا شہری ہوتے ہوئے اسے فی الوقت آزاد جموں وکشمیر کی قانون ساز اسمبلی کا رکن منتخب ہونے کا نااہل قرار دے دیا گیا ہو۔ یا

ز۔ وہ کسی ایسی رائے کی تشہیر کر رہا ہو کسی ایسے طریقے پر عمل کر رہا ہو جو نظریہ پاکستان یا پاکستان کے اقتدار اعلیٰ سالمیت یا سلامتی یا اخلاقیات، یا امن عامہ کے قیام یا پاکستان کی عدلیہ کی دیانتداری یا آزادی کے لیے مضر ہو۔ یا جو پاکستان کی مسلح افواج عدلیہ کو بدنام کرے یا اس کی تضحیک کا باعث ہو۔ یا

ح۔ وہ کسی مجاز سماعت عدالت کی طرف سے فی الوقت نافذ العمل کسی قانون کے تحت بدعنوانی، اخلاقی پستی یا اختیار یا ارتھاٹی کے بے جا استعمال کے جرم میں سزایاب ہو چکا ہو۔ یا

ط۔ وہ پاکستان کی ملازمت یا وفاقی حکومت، صوبائی حکومت یا کسی مقامی حکومت کی طرف سے قائم کردہ یا اس کے زیر اختیار کسی کارپوریشن یا دفتر سے غلط روی یا اخلاقی پستی کی بنا پر ہٹا دیا گیا ہو یا جبری طور پر فارغ خدمت کر دیا گیا ہو، اور

ک۔ وہ پاکستان یا کسی آئینی ہیئت یا کسی ہیئت کی جو حکومت کی ملکیت یا اس کے زیرنگرانی ہو یا جس میں حکومت تعدیلی حصہ یا مفاد رکھتی ہو۔ ملازمت میں رہ چکا ہو، تاوقتیکہ اس کی مذکورہ ملازمت ختم ہوئے دو سال کی مدت نہ گزر گئی ہو۔ یا

ل۔ اسے فی الوقت نافذ العمل کسی دیگر قانون کے تحت کسی بدعنوانی یا غیر قانونی حرکت کا مجرم قرار دیا جائے تاوقتیکہ اس تاریخ کو جس پر مذکورہ حکم موثر ہوا ہو پانچ سال کا عرصہ نہ گزر گیا ہو۔ یا

م۔ وہ سیاسی جماعتوں کے ایکٹ 1962ء (نمبر 3 بابت 1962ء) کی دفعہ 7 کے تحت سزایاب ہو چکا ہو، تاوقتیکہ مذکورہ سزایابی کو پانچ سال کی مدت نہ گزر گئی ہو۔ یا

ن۔ وہ خواہ بذاتِ خود یا اس کے مفاد میں یا اس کے فائدے کے لئے یا اس کے حساب میں یا کسی ہندو غیر منقسم خاندان کے رکن کے طور پر کسی شخص یا اشخاص کی جماعت کے ذریعے۔کسی معاہدے میں کوئی حصہ یا مفاد رکھتا ہو۔ جو انجمن امداد باہمی اور حکومت کے درمیان کوئی معاہدہ نہ ہو، جو حکومت کو مال فراہم کرنے کے لئے ،اس کے ساتھ کئے ہوئے کسی معاہدے کی تکمیل یا خدمات کی انجام دہی کے لئے ہو:

مگر شرط یہ ہے کہ اس پیرے کے تحت نااہلیت کا اطلاق کسی شخص پر نہیں ہوگا۔

اوّل۔ جبکہ معاہدے میں حصہ یا مفاد اس کو وراثت یا جانشینی کے ذریعے یا موصی لہ، وصی یا مہتمم ترکہ کے طور پر منتقل ہوا ہو، جب تک اس کو اس کے اس طور پر منتقل ہونے کے بعد چھ ماہ کا عرصہ نہ گزر جائے۔

دوم۔ جبکہ معاہدہ کمپنیات آرڈیننس 1984ء (نمبر 47 مجریہ 1984ء) میں تعریف کردہ کسی ایسی کمپنی عامہ نے کیا ہو یا اس کی طرف سے کیا گیا ہو جس کا وہ حصہ دار ہو لیکن کمپنی کے تحت کسی منفعت بخش عہدے پر فائز مختار انتظامی نہ ہو۔ یا

سوم۔ جبکہ وہ ایک غیر منقسم ہندو خاندان کا فرد ہو اور اس معاہدے میں جو خاندان کے کسی فرد نے علیحدہ کاروبار کے دوران کیا ہو، کوئی حصہ یا مفاد نہ رکھتا ہو۔ یا

تشریح۔ اس آرٹیکل میں ''مال'' میں زرعی پیداوار یا جنس جو اس نے کاشت یا پیدا کی ہو یا ایسا مال شامل نہیں ہے جسے فراہم کرنا اس حکومت کی ہدایت یا فی الوقت نافذ العمل کسی قانون کے تحت فرض ہو یا وہ اس کے لئے پابند ہو۔

س۔ وہ پاکستان کی ملازمت میں حسب ذیل عہدوں کے علاوہ کسی منفعت بخش عہدے پر فائز ہو، یعنی:

اول۔ کوئی عہدہ جو ایسا کل وقتی نہ ہو جس کا معاوضہ یا تو تنخواہ کے ذریعے یا فیس کے ذریعے ملتا ہو۔

دوم۔ نمبردار کا عہدہ خواہ اس نام سے یا کسی دوسرے نام سے موسوم ہو۔

سوم۔ قومی رضا کار

چہارم۔ کوئی عہدہ جس پر فائز شخص، مذکورہ عہدے پر فائز ہونے کی وجہ سے کسی فوج کی تشکیل یا قیام کا حکم وضع کرنیوالے کسی قانون کے تحت فوجی تربیت یا فوجی ملازمت کیلئے طلب کئے جانے کا مستوجب ہو، یا

ع۔ وہ کسی عدالت مجاز کی طرف سے فی الوقت نافذ العمل کسی قانون کے تحت مفرور ہونے کی بناء پر سزا یافتہ ہو اور اسے قید کی سزا دی گئی ہو، یا

ف۔ اس نے کسی بنک، مالیاتی ادارے، کوآپریٹو سوسائٹی یا کوآپریٹو ادارے سے اپنے نام سے یا اپنے خاوند یا بیوی یا اپنے زیر کفالت کسی شخص کے نام سے دوملین روپے یا اس سے زیادہ رقم کا قرضہ حاصل کیا ہو جو مقررہ تاریخ سے ایک سال سے زیادہ عرصے کے لئے غیر ادا شدہ رہے یا اس نے مذکورہ قرضہ معاف کرا لیا ہو۔ یا

ص۔ اس نے یا اس کے خاوند یا بیوی نے یا اس کے زیر کفالت کسی شخص نے اپنے کاغذات نامزدگی داخل کرتے

وقت چھ ماہ سے زیادہ کے لئے سرکاری واجبات اور یوٹیلیٹی اخراجات بشمول ٹیلی فون، بجلی گیس اور پانی کے اخراجات ادا نہ کیے ہوں۔

۲۔ اگر کوئی سوال اُٹھے کہ آیا مجلس شوریٰ پارلیمنٹ کا کوئی رکن، رکن رہنے کیلئے نااہل ہوگیا ہے تو سپیکر یا جیسی بھی صورت ہو چیئرمین اس سوال کو مذکورہ سوال پیدا ہونے سے تیس دن کے اندر چیف الیکشن کمشنر کو بھیجے گا اور

۳۔ جبکہ شق ۲ کے تحت کوئی سوال چیف الیکشن کمشنر کو بھیجا جائے تو وہ مذکورہ سوال کو الیکشن کمیشن کے سامنے رکھے گا جو چیف الیکشن کمشنر کو اس کے وصول ہونے کے زیادہ سے زیادہ تین ماہ کے اندر اس کے بارے میں اپنا فیصلہ دے گا۔

ان دفعات کی عبارت اور اس کے تقاضے ہمارے قانون ساز اداروں کے لئے کوئی مثالی (IDEAL) کردار کی نقشہ کشی نہیں کرتے بلکہ کم سے کم کی نشان دہی کرتے ہیں۔ انسانی زندگی میں (بالخصوص اجتماعی سطح پر) اصلاحی کوششیں درجہ بدرجہ ہی تکمیل اور مثالیت پسندی (IDEALISM) کی طرف جاتی ہیں اگر ابتداء میں یہی تقاضے پورے ہو جائیں تو انتخابی عمل کا رُخ صحیح ہو جائے گا اور آئندہ توقع ہے کہ عوامی شعور کے بیدار ہو جانے کے بعد مستقبل میں بہت بہتر نتائج سامنے آکر رہیں گے اور بہتر قانون سازی ہو سکے۔ ملکی معاملات اور داخلہ اور خارجہ پالیسیوں کی کڑی نگرانی ہو سکے گی جس سے ملت اسلامیہ پاکستان اپنی 'ایک جدید اسلامی جمہوری فلاحی ریاست' کی منزل کے قریب ہو جائے گی۔

ہماری آرزو ہے کہ آئندہ ہماری پارلیمنٹ کی ممبر شپ کا انتخاب لڑنے کی اہلیت کے لئے ان پابندیوں کا اطلاق سختی سے کیا جائے۔ ہمارے آج کے قومی مزاج سے فی الحال یہ توقع نہیں ہے کہ یکا یک اگلے انتخابات کے بعد صدفی صد ارکانِ پارلیمنٹ کردار کے لحاظ سے صاف ستھرے، مخلص، باعمل اور نظریاتی مسلمان آجائیں گے۔ تاہم اس سکریننگ کے عمل سے اگر مؤثر حضرات کی ایک تہائی یا نصف تعداد پارلیمنٹ میں مرکز اور صوبائی سطح پر پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اہالیان پاکستان کے اچھے حالات کی توقع کی جا سکتی ہے۔

دوسرے مرحلے میں اگر خلوصِ دل سے ہو تو کیا ہی بات بصورت دیگر چاہے ردّعمل (REACTIONARY) کی نفسیات کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمارے ارکانِ پارلیمنٹ ریاست کے دوسرے ادارے فوج، دوسرے ممالک میں ہمارے سفیر اور انتظامیہ پر بھی اسی طرح کی شرائط

عائد کردیں تو اصلاح کا یہ عمل ہمہ جہتی اور معاشرے کے تمام طبقات میں بیک وقت شروع ہوسکتا ہے۔ ہمارے ملک سے بھی (دوسرے ممالک کی طرح حکومت کی سطح پر) ہر دورِ حکومت میں فوجی، سول حکام اور سرکاری وفود مختلف ضرورتوں اور مصلحتوں کے تحت دوسرے ممالک کا سفر کرتے ہیں۔ آئندہ اگر یہ پابندی بھی لگ جائے کہ صرف وہی شخص غیر ملکی دورے پر جاسکے گا جو دفعات 62-63 کے تقاضوں پر پورا اُترتا ہوگا، جیسے کہا جاتا ہے کہ کسی ملک کا شہری جب دوسرے ملک جاتا ہے تو وہ اپنے کردار اور رویوں سے اپنے ملک کا سفیر ہوتا ہے گویا ان حضرات پر بھی ان شرائط پر پورا اُترنا لازمی ہوگا تو یہ مثبت اصلاحی جذبہ پروان چڑھ سکتا ہے۔

یہ پابندی اور اس طرح کے دیگر اقدامات سے ہمارے ملک میں معاشرہ کی اصلاح کا کام آسان ہوسکتا ہے اور اس طرح ایسے محسوس نتائج جلد ہی سامنے آسکتے ہیں جن کا عام آدمی بھی مشاہدہ کرسکے۔ اسی طرح وفاق اور صوبائی سطح پر پبلک سروس ملازمین میں، میجر لیول سمیت اُوپر کے افواج کے اعلیٰ افسران، عدلیہ اور بلدیاتی ناظمین پر بھی 62-63 کی طرح کی پابندیاں ملک و ملت کے لئے اچھا شگون ہوگا اور ملک میں نرم انقلاب کی راہ ہموار ہوجائے گی۔

اس سلسلے میں چند عملی تجاویز بھی پیش خدمت ہیں جن پر عمل درآمد بہت مفید ہوسکتا ہے:

(1) آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ان دفعات 62-63 کے اطلاق کو مؤثر اور یقینی بنایا جائے۔ اس کے لئے ضروری وقت دیا جائے اور معلومات کی فراہمی کا عوام کو بھی موقع دیا جائے۔

(2) اس سلسلے میں پورے ملک سے E-Mail کے ذریعے ایسی معلومات فراہم کرنے کا طریقہ بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(3) اس عمل کو مرکز کی سطح پر روبعمل لایا جائے۔ ہر ضلع کی سطح پر اس کام کو کرنے سے مقامی اُمیدواران قومی وصوبائی اسمبلی کا اپنی حیثیت سے سرکاری اہل کاروں کو دبا لینے کے خدشات ہیں اور عام کلرک، پی اے یا عدالت کا ریڈر وغیرہ اس درجہ مؤثر نہیں ہوسکتا کہ محلّہ داری اور برادری کے دباؤ کو برداشت کرسکے۔ مرکز کی سطح پر ایک اعلیٰ اختیاراتی ٹیم اس کام کا جائزہ لے اور اُمیدواران کی سکریننگ کی ذمہ داری ادا کرے۔

(4) اس ضمن میں ہمارے ملک میں عام طور پر تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کے اُمیدواروں

میں پرامن بقائے باہمی کے اُصول پر 'مک مکا' کی پالیسی پر عمل ہوتا ہے کہ تم ہمارے اُمیدوار پر اعتراض نہ کرو ہم تمہارے اُمیدوار پر اعتراض نہیں کریں گے۔ اللہ اللہ خیر سلا ___ نتیجہ ___ صفر

(5) ضرورت اس بات کی ہے کہ دینی جماعتوں کے اُمیدوار ذرا دل بڑا کریں اور کاغذات کی منظوری کے بعد جو مقابلہ لاکھوں روپے خرچ کر کے پندرہ بیس لاکھ افراد اور دو چار سو مربع کلومیٹر کے علاقہ میں کرنا ہے اس کا پہلا میدان سنجیدگی سے کاغذات کی منظوری کے مرحلہ پر ہی کمرۂ عدالت کو ہی سمجھیں اور مخالف اُمیدوار کے کاغذات نامزدگی دفعات 62-63 کے تقاضوں کو پورا کیے بغیر منظور نہ ہونے دیں۔ ہماری دینی اور مذہبی جماعتیں اگر معمولی رقم خرچ کر کے اپنے اُمیدوار کے کاغذات نامزدگی (ترجیحاً وکلاء برادری میں سے) داخل کرائیں اور اہلیت کی شرائط پر جاندار بحث کریں۔ اگر ایسا ہو جائے اور ہر حلقہ انتخاب میں ایسا مورچہ لگایا جائے تو اس کے نتیجے میں ہمیں یقین ہے کہ اس حلقہ سے اُمیدوار چاہے ایک پارٹی کا کامیاب ہو یا دوسری کا وہ تمام معزز ارکان ملک وقوم کا حقیقی درد دل رکھنے والے ہوں گے۔

اس ضمن میں ایک ناگزیر بات یہ بھی ہے کہ ہمارا ملک پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے اس کی قانون ساز اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں (پارلیمنٹ) کے ارکان میں نظریہ پاکستان (جو دو قومی نظریہ ہے) خالص اور گاڑھی شکل میں ہونا لازمی ہے۔ ہمارے ہاں اس پر توجہ نہیں ہے۔ اس نظریاتی ہم آہنگی اور وفاداری کی توقع کا تقاضا ہے کہ متوقع اُمیدواران سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے سرکاری سطح پر NIPA اور دوسری ٹریننگ اکیڈمیز میں شارٹ نظریاتی کورسز (پندرہ دن یا دس دن) منعقد کرائے جائیں اور اس کے اخراجات (ایک لاکھ کے لگ بھگ) اس اُمیدوار سے وصول کیے جائیں۔ مجھے اُمید ہے کہ ہمارے ہاں کی وہ کلاس جو اس میدان میں قدم رکھتی ہے وہ اس کام کو بخوشی سرانجام دے گی۔

اس طریقہ کار پر عمل درآمد سے بھی ہمارے ملک میں نظریاتی ہم آہنگی پیدا ہوگی اور ہمارے معاشرے میں اصلاح کا عمل تیز تر ہونے کی توقع کی جا سکے گی۔ اللہ تعالیٰ اس ملک پاکستان کو اسلام کا گہوارہ بنا دے اور ہمیں اپنے اپنے حصہ کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اسلام کا فلسفہ اسماء والقاب

(یعنی مسلمانوں کے بچوں اور آبادیوں کے نام رکھنے کے پاکیزہ اصول)

حافظ مختار احمد گوندل

سابق ڈپٹی چیف لائبریرین (PU)، لاہور

اسلام ایک آفاقی دین ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے، جس کا مشاہدہ خلافت راشدہ کے دورِ مسعود میں انسانیت کر چکی ہے۔ مگر مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ (اور غیر مسلم اور ہندو سماج کے زیر اثر) برعظیم کے بعض علاقوں میں بالخصوص جاہلی تعصّبات کی بنا پر ابھی تک ذات پات کا امتیاز باقی ہے۔ اگرچہ مسلمانوں میں اسلامی تشخص کا جذبہ بھی نمایاں ہے، ناموسِ پیغمبرﷺ واصحابِ پیغمبر j کے تحفظ کا جذبہ بھی فراواں ہے۔ ان قابل قدر رجحانات کے باوجود نمود ونمائش، بتانِ رنگ و بو کی پرستش، تفاخر حسب ونسب اور انتشار وافتراق جیسے ناسور ہمارے معاشرے کو گھن کی طرح چاٹ رہے ہیں۔ بقول حضرت علامہ اقبالؒ

؎ نسل، قومیت، کلیسا، سلطنت، تہذیب، رنگ
خواجگی نے خوب چن چن کر بنائے مسکرات

قرآن مقدّس نے تو نیکی وتقویٰ کو فضیلت وبرتری کا معیار قرار دیا، عزت وافتخار صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولﷺ کی اطاعت میں ہی قرار دیا۔ مگر ہمارے خودساختہ معیارات نے ایک مضبوط قوم کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ تمام بنی نوعِ انسان، اولادِ آدم ہونے کے ناطے باعتبارِ ذات ونسل برابر ہیں۔ شعوب وقبائل اور برادریاں محض تعارف اور باہمی رشتوں کی پہچان ہیں۔ اولادِ آدم بلا امتیاز رنگ ونسل اور علاقہ وزبان مساوی حقوق واحترام کی حامل ہے۔ ہاں فقط

انبیاء کرام f ہی مطاع ومقتدیٰ ہوا کرتے ہیں۔موجودہ دور میں عزوشرفِ انسانی کا معیار صرف اطاعت واتباعِ خاتم الانبیاءﷺ ہے۔اسلام نے ہی غلامی سے لے کر ذات پات تک انسانی عزو شرف کی پامالی کی تمام راہوں کو مسدود کر دیا اور معاشرہ کو عدل وتوازن کی راہ پر گامزن کر دیا۔

دورِ حاضر میں دنیا GLOBAL VILLAGE کی صورت اختیار کر رہی ہے۔لہٰذا مستقبل قریب میں اقوامِ عالم باہم مل کر ایک قوم کی صورت اختیار کر جائیں گی۔تاہم ایک فرق یعنی اسلام اور کفر کی تفریق یا دوقومی نظریہ، ہمیشہ باقی رہے گا۔

نبی اکرمﷺ نے چودہ صدیاں قبل حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے ایک انقلاب انگیز خطبہ میں دنیا میں پہلی مرتبہ یہ اعلان فرمایا:

> ''لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمی کو عربی پر اور نہ گورے کو کالے پر اور نہ کالے کو گورے پر، مگر تقویٰ کی بنیاد پر۔اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزّز وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پاک باز ہے۔''(شعب الایمان،عن جابر h)

اسلامی معاشرہ میں تو تقویٰ و پرہیزگاری ہی شرفِ انسانی کا معیار ہے جبکہ ہمارے موجودہ معاشرہ میں اسے معیار ہی نہیں سمجھا جاتا۔طبقاتی اُونچ نیچ، برادریوں اور قوموں کی بنیاد پر معاشرہ کی موجودہ تقسیم اُخوت ومساوات کے سنہری اُصولوں کے خلاف ہے۔یہ معاشرتی تقسیم دراصل اس فطری مزاج کی وجہ سے ہے جو نفسیاتی تلوّن مزاجی کہلاتی ہے اور ہر شخص تفاخر وتنافر کی دلدل میں پھنسا رہتا ہے۔جاہ وجلال اور ظاہری کروفر غیر شعوری طور پر عمومی انسانی سرشت ہے۔ عام انسان تو کیا بعض اوقات باحیثیت لوگ بھی اسی مرض میں مبتلا نظر آتے ہیں۔اسی کا مظہر عصبیت، ذات پات اور نسل و برادری پر فخر کرنا ہے۔

نام رکھنے اور کنیت کے ضمن میں عربوں کا طریقہ

ذیل کی سطور میں ہم اہل عرب کے اسماء والقاب رکھنے کا طریقہ نقل کر رہے ہیں۔

حافظ ابن قیم نے کتاب مفتاح دارالسعادۃ میں عربوں میں اولاد کے ناموں کے بارے میں تحریر کیا ہے:

اپنی اولاد کے نام رکھنے کے معاملے میں عربوں کے ہاں کئی طریقے مروّج تھے۔ چنانچہ بعض نے دشمن پر فتح کی نیک فال کی غرض سے نام رکھا مثلاً غالب، مالک، ظالم، غارم، منازل، مقاتل، معارک، مسہر، مصبح اور طارق وغیرہ۔ اور بعض نے دنیاوی حظوظ کی فال کی غرض سے نام رکھا مثلاً سعد، سعید، مسعود، سعدیٰ اور غانم وغیرہ اور بعض نے سخت اور کھردرے قسم کے جسموں والا نام رکھا تاکہ اس سے طاقت کی فال لی جائے مثلاً حجر، صخر، فہر اور جندل، اور بعض ایسے تھے کہ بیوی دردِ زہ میں مبتلا ہوتی تو گھر سے نکل جاتا اور جو کچھ بھی اسے سب سے پہلے ملتا، بچے کا نام اسی کے نام پر رکھ دیتا خواہ وہ کچھ بھی ہو مثلاً ثعلب (لومڑی) یاضب (گوہ) یا ہرن یا کلب (کتا) وغیرہ۔ اسلام آنے تک ان کا یہی دستور رہا (تقریباً یہی معمول ہر قوم میں رہا ہے۔ خصوصاً برصغیر میں اقوام کے ناموں کا بھی یہی پس منظر ہے۔ راقم السطور)

عربوں کے اکثر نام ان ناموں سے منقول ہیں جو ان کے خیال کے خزانے میں چکر لگاتے رہتے تھے اور یہ وہ چیزیں ہوتی جن میں ان کا اٹھنا بیٹھنا ہوتا اور جو ان کے آس پاس رہتی تھیں یا حیوان جیسے اسد، نمر (چیتا) یا نباتات جیسے نبت، حنظلہ، یا حشرات الارض جیسے سانپ کیڑے یا زمین کے اجزاء جیسے پتھر اور صخر (چٹان) وغیرہ۔ عربوں میں بعض لوگ اپنا نام عبدالعزیٰ، عبدودّ، عبدمناۃ وغیرہ رکھا کرتے تھے جن میں ان کے کسی ایک بت کی طرف بندگی کی نسبت ہوتی تھی۔ بعض کا نام کسی شعر وغیرہ کے نام پر پڑ جاتا تھا۔

کنیت

کنیت کا لفظ کنایہ سے بنا ہے اور کنایہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک لفظ بول کر اس کے حقیقی معنی کے علاوہ کوئی اور معنی مراد لیا جائے۔ عربوں کے ہاں کنیت رکھنے کا رواج قدیم زمانے میں بھی تھا اور آج کل بھی ہے۔ اس سے ان کا مقصد تعظیم کرنا ہوتا ہے کیونکہ بعض لوگ اپنے نام سے مخاطب کیے جانے کو پسند نہیں کرتے اسی لیے اکرام اور احترام کی بنا پر کنیت سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ کنیت رکھنے میں عربوں کا عام طریقہ یہ ہے کہ اولاد کے نام پر کنیت رکھی جائے اور ایک نادر طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنے محبوب مشغلہ یا اپنی جبلتوں کے مطابق اپنی اولاد کے نام رکھ کر اپنے لیے وہی صفت بطور کنیت استعمال کرتے تھے جیسے حضرت علی h نے اپنی تمام نرینہ اولاد کا نام

پیدائش کے وقت حرب (جنگ) رکھا تا کہ ابو حرب کی کنیت ہو جسے وہ بہت زیادہ پسند کرتے تھے۔ لیکن آنحضورﷺ نے حضرت ہارون d کے بیٹوں شبر، شبیر اور مشبر کے ناموں پر حسن، حسین و محسن کے ناموں سے مبدل فرما دیا۔

برعظیم پاک و ہند میں نام رکھنے کا طریقہ

تہذیب و تاریخ ہند میں نام رکھنے کے مختلف طریقے رائج رہے ہیں۔اپنے آباء واجداد کے ناموں پر اپنی اولاد کے نام رکھنا، شجاعت و بہادری اور دیگر اوصاف حمیدہ کی بنیاد پر اپنی اولاد کے نام رکھنا، مذہبی عقائد اور اقوام وقبائل کی اجتماعی خصوصیات کو پیش نظر رکھ کر نام رکھنا یا ہندو تہذیب میں علم الاعداد اور زائچہ بنا کر نحس وسعد گھڑیوں کو پیش نظر رکھ کر نام رکھا جاتا ہے اور جوتشی جو نام یا حروف تجویز کر دیتا ہے ان کی پابندی کی جاتی ہے۔تقریباً یہی صورت حال لوگوں کی پاکستان میں بھی ہے۔حروف کی پابندی کرتے ہوئے ہم نام کی اسلامی حیثیت کو داغدار کر بیٹھتے ہیں۔مثلاً ماہر علم الاعداد اپنے فن کی بنیاد پر حروف بتا دیتا ہے کہ ان حروف سے نام تشکیل دیا جائے تو پھر اُنہی حروف سے تشکیل کردہ نام ہی رکھا جاتا ہے خواہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہی کیوں نہ ہو۔ یہ تمام پراسرار علوم خواہ علم جفر ہو یا اعداد، جوتش یا نجوم، کہانت ہو یا فال وغیرہ، بہر حال ان کی حیثیت اسلام کے مقابلے میں کچھ نہیں۔

تقسیم ہند کے بعد آزاد پاکستان کلمہ طیبہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا اور مستقبل میں امت مسلمہ کی نشاۃِ ثانیہ کا منبع بھی یہی خطہ ان شاء اللہ بنے گا۔ یہاں مختلف اقوام کا ایک حسین مرقع ہمیں نظر آتا ہے۔چینی سیاح ہیون تسانگ کے مطابق یہ خطہ تہذیب وثقافت کے اعتبار سے دنیا میں ایک بہترین خطہ ہے۔ یہ پہلا سیاح نہیں بلکہ البیرونی، ابن بطوطہ اور دیگر سیاحوں نے بھی ان علاقوں کی تعریف میں اپنے مشاہدات قلمبند کئے ہیں۔

علوم کی آماجگاہ یہ سرزمین اطراف عالم سے اقوام عالم کی آمد کا باعث بنی۔دنیا کے عظیم فاتحین میں ایک بہت بڑے فاتح سکندر اعظم کے آثار آج بھی یہاں موجود ہیں اور یہاں لوگوں کے اکثر ناموں میں سکندر نام کا سابقہ یا لاحقہ ہونا اس کی باقیات کی دلیل ہے۔اسلام کی آمد کے بعد اگرچہ مسلم اکثریت کا یہ علاقہ تہذیب وثقافت کے اعتبار سے اسلامی شعائر پر کاربند رہا تاہم اسماء و

القاب کے معاملے میں دیگر تہذیبوں خصوصاً ہندی اور مغربی تہذیب کے اثرات نمایاں ہیں۔

دینی گھرانوں میں تو نام اسلامی احکام کو پیش نظر رکھتے ہوئے طے کیے جاتے ہیں مگر جدید تعلیم یافتہ طبقے نام کی انفرادیت کی وبا میں اس حد تک مبتلا ہیں کہ نام منفرد ہو خواہ وہ جمادات و نباتات کے ناموں پر ہی مشتمل ہو۔ مثلاً ستارہ، نگینہ، پھول وغیرہ۔

خواتین کے ناموں میں آج کل یہ رجحان ہے کہ بچپن میں اپنے باپ کے نام کا لاحقہ اور شادی کے بعد خاوند کا نام بطور لاحقہ استعمال ہوتا ہے۔ مرد اور عورت کو اللہ تعالیٰ نے آزاد پیدا کیا ہے اور عورت ہو یا مرد اس کا اپنا ذاتی تشخص بہر صورت برقرار رہنا چاہیے۔ خصوصاً خواتین کے ناموں کا۔ اہل عرب اور ہمارے دیہاتوں میں آج بھی عورت کا نام اس کے تشخص اور ذاتی وقار کی علامت و حفاظت ہے۔

اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ k جو صحابہ و صحابیات کی معلّمہ بھی ہیں ان کے نام مبارک کے ساتھ کوئی لاحقہ نہیں تاہم صدیقہ k کے لقب سے وہ موسوم ہیں۔ حضرت فاطمہؓ جنہیں حضورﷺ نے سیدۃ نساء اھل الجنۃ کا خطاب عنایت فرمایا، کے نام کے ساتھ کوئی لاحقہ نہیں۔ آج کیوں یہ روش چل نکلی ہے کہ باپ یا خاوند کے نام کا لاحقہ لگایا جا رہا ہے۔ راقم الحروف کی رائے میں یہ عورت کے تشخص کے استحصال کا نیا حربہ ہے اور دورِ غلامی کی صدائے بازگشت ہے۔ جیسا کہ زنجیر پا کو جدید انداز میں پازیب کی صورت میں خواتین کا پہناوا بنا دیا گیا۔ یہ روش بھی ایک نیا جال ہے۔ ثقافت کے نام پر عورت محض نمائشی اشیاء میں ایک دل بہلا دینے کی چیز بن کر رہ گئی ہے یہ بھی عورت کا بدترین استحصال ہے کہ قدرت الٰہیہ کی طرف سے عطا کردہ حسن و نکھار کو اشتہار بنا کر کوئی تجارت کر رہا ہے کوئی فلموں کو کامیاب بنا رہا ہے۔ اللہ کے انعامات کی اس طرح تو کبھی سیل نہیں لگی تھی جیسا کہ آجکل عورت کے ساتھ ہو رہا ہے بچا صرف نام ہی تھا اسے بھی تہذیب حاضر نے مرد کا تابع مہمل بنا کر رکھ دیا وہ بھی بے ڈھنگے انداز میں کوئی یہ احساس کر سکتا ہے کہ ایسے جدید تعلیم یافتہ معاشرے میں یہ غلط العوام نحوی تراکیب بھی استعمال کی جا سکتی ہیں لیکن ایسا ہو رہا ہے۔ عورت تمام عمر ہر موقع اور ہر پہلو سے مرد کے نام سے متعارف ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ باپ یا خاوند کے نام کے فائدے بھی ہوں مگر نقصانات کے امکانات سے مبرا بھی نہیں اور

طرفہ تماشہ یہ ہے کہ دوسرے اور تیسرے خاوند کے ساتھ ہر دفعہ اس کا لاحقہ بدل جاتا ہے۔عورت کا نام تو حقیقت میں مذاق بن کر رہ گیا ہے۔مردوں کے نام کے ساتھ بھی یہی کچھ ہو رہا ہے یعنی پہلے باپ کا نام بطور لاحقہ استعمال ہوتا ہے اور تلفظ میں بھی انتہائی غلط اور معانی میں تو اور عجیب صورت پیدا ہوتی ہے۔اگرچہ یہاں کوئی نام تحریر نہیں کر رہا تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔اپنے ناموں کو لغوی ونحوی، ادبی وکلامی اور بالخصوص اسلامی احکام کی روشنی میں صوری ومعنوی لحاظ سے اپنے ناموں کا تجزیہ کریں تو بہت سے ناموں میں کئی پہلو ایسے ہیں جو قابل اصلاح ہیں۔رحمت عالمﷺ اور آپ کے اصحاب (j) نے مرد وعورت کے اسماء تو کجا وادیوں، شہروں اور شعوب و قبائل کے اسماء میں بھی ظاہری اور معنوی حسن کو اُجاگر کیا ہے اور اس طرح اس دنیا کو ایک جنتی معاشرے میں بدلنے کی ہمہ وقت مساعی کی ہیں۔

اسلام میں نام رکھنے کے پاکیزہ اصول

فرمانِ نبویﷺ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ نام انبیاء کے ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ)۔علامہ ابن قیم اپنی کتاب زادالمعاد میں لکھتے ہیں ’’انبیاء کرام سادات بنی آدم، اشرف الاخلاق اور اَصح الاعمال ہیں لہٰذا ان کے نام بھی اشرف الاسماء ہیں اس وجہ سے رحمت عالمﷺ نے اپنی اُمت کو ان اسماء مبارکہ سے اپنی اولاد کے ناموں کو آراستہ کرنے کی تلقین فرمائی‘‘

والدین پر اولاد کا پہلا حق یہ ہے کہ نومولود کا حسن و جمال سے متصف ایسا نام رکھیں جس میں خوبصورت مستقبل کی جھلک نظر آئے اُس کا نام وہی رکھا جائے۔نام کا ذاتی زندگی پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ہر ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ اُس کی اولاد میں پاکیزہ اوصاف واحوال نظر آئیں تو اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کے ناموں کو بھی اُنہی خوبصورت صفاتی ناموں سے آراستہ کریں۔ہر مولود کا ایک نام تو وہ ہے جو والدین اُسے دیتے ہیں لیکن شعور کی پختگی اور ماسلوتھیوری کی روشنی میں ایک مقام ایسا آتا ہے جسے حب جاہ (ESTEEM NEEDS) کا نام دیا گیا ہے جب انسانی زندگی میں وہ مقام آتا ہے تو پھر والدین کے دیے ہوئے اسماء بدل جاتے ہیں، القاب بدل جاتے ہیں۔یعنی آپ کسی اشتہار کو یا کسی بڑی دینی کتاب کو ملاحظہ کریں کئی سطروں میں مخفی وہ نام جو ماں باپ نے رکھا تھا۔تلاشِ بسیار کے بعد ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس

شخصیت کا حقیقی نام یہ ہے۔ راقم السطور کی تمام عمر ناموں کے اندراج (ENTRY) کے مسائل کے حل میں گزر گئی۔ چونکہ یہی میرا پیشہ (LIBRARIANSHIP) تھا اور ایک کتابدار کی حیثیت سے اسماء والقاب اور صاحب تصنیف کے نام کے معروف حصے کا اندراج کرنا ہی فہرست سازی میں اہم بنیادی مرحلہ ہوا کرتا ہے۔ جسے لائبریری سائنس میں MAIN ENTRY کہا جاتا ہے۔

نام ہی تو کسی شخص کی ذات کا مظہرِ اَتم ہوا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ نام کا مٹ جانا اس شخصیت کے صفحۂ ہستی سے نابود ہونے کے مترادف ہے۔ نام کی تحقیر وتصغیر شخصیت کی تحقیر وتصغیر ہوا کرتی ہے۔ پراسرار علوم (OCCULTISM) یعنی کسی کو مسحور کرنے کے لیے اس کا نام ہی تو لکھا جاتا ہے۔ دورِ حاضر میں نام کی قوت وتاثیر کا مظاہرہ عملی طور پر ہمیں نظر آتا ہے صریحاً کذب بیانی پر مبنی بکثرت ایسے القاب وخطابات اور نام محض حصول مفاد کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

اچھے یا برے ناموں کی وجہ سے انسانی رویّے ازقسم ذکاوت وشقاوت، لطافت وکثافت اور حسن وقبح شخصیت انسانی پر خصوصی اثرات رکھتے ہیں اور ہر مسمّٰی اپنے اسم کے معنوی اور تاریخی اثرات سے متاثر ہوتا ہے۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ناموں کی تاثیر کسی شخصیت کے حسن وقبح اور اس کی لطافت وکثافت پر بھی ہوتی ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالت مآب ﷺ کسی شخص کے نام سے اس کی شخصیت کے کا اندازہ کرلیا کرتے تھے یہاں تک کہ رحمت عالم ﷺ مقامات کے ناموں سے بھی اُن کے سعد ونحس کی تعبیر لیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نامناسب نام فوراً تبدیل فرما دیا کرتے تھے تاکہ ظاہری و باطنی خوبیوں سے وہ شخصیت مزین ہوجائے۔ رحمت عالم ﷺ ناموں سے ہی کسی کام کے اچھے یا برے انجام کی فال لیا کرتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب سہیل بن عمرو مشرکین کا نمائندہ بن کر آئے تو آپ ﷺ نے اس کے اچھے نام کو نیک فال سے تعبیر دی اور صلح حدیبیہ کا معاہدہ تحریر ہوا۔ آپ ﷺ تو برے ناموں والے مقامات سے دور ہوکر گزرتے تھے جیسا کہ دورانِ سفر دو پہاڑوں کے نام دریافت کیے تو صحابہ نے عرض کیا فاضح اور مخز، آپ ﷺ ان کے درمیان کی بجائے ان سے دور ہوکر گزرے اور بعض اوقات تو ان کے نام بھی بدل دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ: عفرہ (بنجر)، غدرہ (سنگلاخ) کو خضرہ (سرسبز)، وادیٔ غوی کو وادیٔ رشاد، شعب الضلالۃ (گمراہی) کو شعب الہدیٰ (ہدایت یافتہ)

اور یثرب کو مدینۂ طیبہ میں تبدیل دیا۔ یہی معاملہ آپ ﷺ نے قبائل کے ساتھ بھی فرمایا۔ مثلاً بنوزنیہ اور بنومغویہ کو بنوالرشدہ (ہدایت یافتہ)، بنوالصماء (بہری) کو بنوسمیعہ (سننے والی)، غیان کو رشدان، بنوعبدالعزیٰ اور بنوعبد مناف کو بنوعبداللہ کے ناموں سے مبدّل فرمایا۔

اسی طرح رسالت مآب ﷺ کا فرمان امام ترمذی نے اپنی کتاب نوادرالاصول میں تحریر کیا ہے ''جب تم میری طرف کوئی قاصد بھیجو تو اچھی شخصیت اور اچھے نام والا بھیجا کرو''۔ موطا امام مالک میں ہے: ''ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے سوال کیا کہ اس بکری کا دودھ کون دوہے گا؟ ایک آدمی کھڑا ہوا آپ ﷺ نے نام پوچھا تو اس نے عرض کیا مرّہ (تلخ) آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ پھر سوال دہرایا تو دوسرا آدمی کھڑا ہوا آپ ﷺ نے نام پوچھا تو اس نے عرض کیا حرب (جنگ) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ تیسری دفعہ سوال کیا تو ایک آدمی کھڑا ہوا آپ ﷺ نے نام پوچھا تو اس نے عرض کیا یعیش (زندگی گزارنا) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم دودھ نکالو'' آپ ﷺ کی پاکیزہ طبع پر نام کا کتنا اثر تھا اس درج بالا واقعہ سے عیاں ہے۔ ابن قیم اپنی کتاب مفتاح دارالسعادۃ میں تحریر کرتے ہیں: ''ناموں اور ان کے ساتھ موسوم لوگوں کے درمیان ایک معنوی ربط ہوتا ہے جس کو عزیز وقادر نے مقدر کر دیا ہے اور بندوں کو اس کا الہام کر دیا ہے''۔

ابن جنی اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے نام کا معنی معلوم نہیں تھا جب اس نام کے معنی معلوم کیے تو اس شخص کی ظاہری و باطنی کیفیات اس کے نام کی معنوی صفات کے عین مطابق تھیں۔ یعنی بعض اوقات کسی سے ملاقات یا اس کی تحلیل نفسی سے ہی اس شخص کے نام کا اندازہ ہو جاتا ہے یا نام سن کر ہی بعض لوگ کسی کی شخصیت اور مزاج کا اندازہ کر لیتے ہیں۔ سیّدنا فاروق اعظمؓ نے ایک شخص سے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا جمرۃ (انگارہ) پھر فرمایا تمہارے والد کا نام؟ اس نے جواب دیا شہاب (شعلہ) آپؓ نے سوال کیا کہاں سے ہو؟ اس نے کہا حرقۃ (آگ) پھر سوال کیا تمہاری منزل کہاں ہے؟ اس نے کہا حرۃ النار (آگ کی حرارت) کے مقام پر۔ پھر آپؓ نے پوچھا تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے؟ اس نے کہا ذات لظی (شعلہ زن آگ) کے مقام پر۔ آپؓ نے یہ سب کچھ سن کر فرمایا جاؤ تمہارا گھر جل گیا ہے جب وہ گیا تو ایسا ہی ہو چکا تھا۔

تاریخ انسانی میں اسماء میں سب سے مقدّس اور محبوب نام سید الانبیا ﷺ کا اسم گرامی

ہے جس کے بارے میں شاعر نبوت حضرت حسان بن ثابت h فرماتے ہیں:

وَ شَقَّ لَہُ مِن اسْمِہٖ لِیُجِلَّہ فذُوالعَرشِ مَحُمودٌ و ھٰذا مُحَمَّد

ترجمہ: اور اللہ نے اپنے نبی کے نام کو اپنے نام کے نکالا ہے، پس عرش والا محمود ہے تو آپ محمّد ہیں ﷺ۔ یعنی دونوں ناموں کا مادہ حمد ہے

اسم محمد ﷺ کی جلوہ گری کے بارے میں بابا گرونانک صاحب ایک رباعی میں فرماتے ہیں:

ہر عدد کو چوگُن کر لو دو کو اس میں دو بڑھا پورے جوڑ کر پنچ گُن کر لو بیس سے اس میں بھاگ لگا

باقی بچے کو نو گُن کر لو دو کو اس میں دو بڑھا گرو نانک یُوں کہے ہر شے میں محمدؐ کو پا

ترجمہ: ہر عدد کے چار گُنے کر کے اس میں دو بڑھا دو اور پھر جو جوڑ آئے اس کے پانچ گُنے کر کے بیس سے تقسیم کر دو باقی جو بچے اس کو نو گُنے کر لو اور پھر اس میں دو بڑھا دو گرو نانک کہتے ہیں کہ ہر شے میں محمد (ﷺ) کا جلوہ نظر آئے گا۔

ہم نے کبھی غور کیا کہ اسم ذات اللہ کتنا جامع ہے گویا روح انسانی پر نقش ہے دل کی دھڑکن اللہ اللہ بن جائے تو اِسے صوفیاء ''لطیفہ قلبی'' کا نام دیتے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث میں جن انبیاء کرام کا نام آیا ہے ان میں تمام نام مفرد (MONOSYLLABLE) ہیں سوائے ایک دو ناموں کے۔ اور ہر نبی کے کلمہ میں اسم اللہ اُس نبی کے نام کے ساتھ متصل ہے۔ تاکہ اُس اُمتی کو زبان پر بار بار لانے میں دشواری نہ ہو۔ کلمہ کے بار بار دہرانے کے اس عمل کو اسلام کی اصطلاح میں ذکر جلی یا افضل الذکر بھی کہا جاتا ہے۔

اکثر صحابہ وصحابیات l کے اسمائے مبارکہ مفرد یا مضاف یا کنیت پر مبنی ہیں جن کے بولنے میں کوئی لسانی رُکاوٹ پیش نہیں آتی۔ یہی صورتحال ائمہ کرام و محدثین عظام کے اسماء مبارکہ کے ساتھ بھی ہے۔

درج بالا سطور میں اصل موضوعِ سخن یہ ہے کہ معاشرہ میں اسماء والقاب کا استعمال قرآن اور تعلیماتِ نبوی c کے تناظر میں کیا جائے اور ایسا لقب یا نام جو تعلیماتِ نبوی سے متصادم ہو اختیار نہ کیا جائے۔ طویل ناموں اور القابات کے مسائل کی فہرست بھی طویل ہے اور ان پر مستقل تصانیف موجود ہیں۔ لیکن ان ناموں کے استعمال کا دوسرا رُخ وہ تنابز

(برے القاب یاNICK NAME) ہے جوہم دانستہ یا نادانستہ کرتے ہیں جس سے قرآن پاک نے سختی سے منع کیا ہے۔

وَلَا تَنَابَزُوا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ : (الحجرات ۴۹:۱۱)

''ایک دوسرے کو برے (طعنہ زنی اور چڑانے والے) ناموں سے مت پکارو۔ ایمان لانے کے بعد برے نام سے پکارنا گناہ ہے اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی بے انصاف لوگ ہیں''

صاحبِ معارف القرآن اس کے شانِ نزول میں لکھتے ہیں:

حضرت ابوجُبیرہ انصاری h نے فرمایا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو ہم میں سے اکثر آدمی ایسے تھے کہ جن کے دو یا تین نام مشہور تھے اور ان میں بعض ایسے نام تھے جو لوگوں نے اس کو عار دلانے اور تحقیر و توہین کے مشہور کر دیے تھے۔ آپ کو یہ معلوم نہ تھا بعض اوقات وہی نام لے کر آپ اس کو مخاطب کرتے تو صحابہ کرام عرض کرتے یا رسول اللہ وہ اس نام سے ناراض ہوتا ہے تو اُس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور حضرت ابن عباس i نے فرمایا کہ آیت میں تنابزو بالالقاب سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے کوئی گناہ یا برا عمل کیا ہو اور پھر اُس سے تائب ہو گیا ہو اس کے بعد اس کو اس برے عمل کے نام سے پکارنا، مثلاً چور یا زانی یا شرابی وغیرہ۔ جس نے چوری، زنا، شراب سے توبہ کر لی ہو اس کو اس پچھلے عمل سے عار دلانا اور تحقیر کرنا حرام ہے۔ (قرطبی) مثلاً ہمارے ہاں کتنا خوبصورت نام ہے متعلی مگر ہمارے روزمرہ میں اسے متلی کہا جاتا ہے یہی حال ان اسماء میں ہے جن میں محض ایک حرف 'ع' حذف کر کے ہم نے باوقار اسماء کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔

تاہم اچھے القابات کے ساتھ کسی کو یاد کرنا ایک مستحسن امر ہے خصوصاً جو القابات رسالت مآب ﷺ نے صحابہ کو عطا فرمائے مثلاً صدیق اکبرؓ کو عتیق، حضرت عمرؓ کو فاروق، عثمانؓ کو ذوالنورین، علیؓ کو ابوتراب، حضرت حمزہؓ کو اسد اللہ اور خالد بن ولیدؓ کو سیف اللہ اور حضرت عبید کو مقرن وغیرہم فرمایا ہے۔ اسی طرح کسی شخص میں جو صفت حقیقتاً موجود ہو اور اس کے بیان کرنے

میں عیب جوئی یا تحقیر مقصد نہ ہو بلکہ شخصیت کی تفصیل اور اس کی پہچان مقصود ہو تو حضرت عبداللہ بن مبارک کے نزدیک جائز ہے۔ مثلاً طویل، اعمش، اصفر وغیرہ۔ جیسا کہ تورات میں ہے اور انبیاء بنی اسرائیل میں بھی یہ روش تھی کہ وہ ناموں کو القابات سے یاد کیا کرتے تھے۔

اسم: وہ قسم کلمہ ہے جو کسی شخصیت کی پہچان ہو۔ اس کے اصلی حروف (مادہ) بصریوں کے نزدیک س م و (یعنی سُـــمُـــوّ) ہے جس کا معنی ہے ''بلند ہونا'' اور کوفی نحویوں کے مطابق وس م ہے (یعنی وسم یاسمۃ) جس کا معنی ہے نشان/داغ۔ ہمارے نزدیک راجح قول یہ کہ یہ س م و سے مشتق ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ علم الاسماء اُمّ العلوم ہے اور قرآنِ مقدس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت آدم d کو اسی علم کی تعلیم دی اور یہی علم مسجود الملائک ہونے کے مجد و شرف کا ذریعہ بنا۔ قرآن پاک کی سورۃ البقرۃ کی آیت 31، 33 سورۃ الاعراف 71، سورۃ یوسف 40 اور سورۃ النجم کی 23 میں علم الاسماء کا تذکرہ ملتا ہے۔ تاہم اسماء الحسنیٰ کو قرآن پاک کی سورتوں الاعراف، الاسراء، طٰہٰ، الحشر کی بالترتیب آیات 8,110,180 اور 24 میں بیان کیا گیا ہے۔

اسماء اسم کی جمع ہے معنی بلند ہونا یا کسی چیز کو نام دینا یعنی نام ہی کسی چیز کی پہچان ہوتی ہے۔ اسی لیے ہر قوم نے اس کی اہمیت کو محسوس کیا۔ اسی لیے ہندوؤں کے ہاں زائچے بنا کر، دست شناس، ستارہ شناس اور کاہنوں نے اپنے علم و تجربہ کی روشنی میں نام رکھنے کے طریقے ایجاد کیے ہیں اور دیگر مذاہب عالم میں بھی نام رکھنے کے متعلق ان کے پیروکاروں کو ہدایات دی گئی ہیں۔ دین اسلام میں زندگی کے تمام شعبوں کی طرح نام رکھنے سے متعلق بھی سب سے بہترین ہدایات دی گئی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمانِ حق ترجمان ہے کہ

انکم تدعون یوم القیامۃ باسمائکم و اسماء آباء کم فاحسنوا اسمائکم
''قیامت کے دن تمہیں تمہارے ناموں اور تمہارے آباؤ اجداد کے ناموں سے پکارا جائے گا لہٰذا تم اپنے نام اچھے رکھا کرو'' (ابوداود عن ابی الدرداء)

تسموا باسماء الانبیاء، احب الأسماء الی اللّٰہ عبداللّٰہ و عبدالرحمٰن و اصدقھا حارث و ھمام و اقبحھا حرب و مرۃ (سنن ابی داؤد)

’’تم انبیاء کے ناموں پر نام رکھا کرو، اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ اور سب سے سچے نام حارث وھمام ہیں اور سب سے بُرے نام حرب اور مرۃ ہیں‘‘۔ ایک دوسری حدیث میں ہے

عن سمرۃ بن جندب قال نھانا رسول اللہ ﷺ ان نسمی رقیقنا باربعة اسماء: افلح و رباح و یسار و نافع (مسلم و ابن ماجه)

حضرت سمرہ بن جندب h فرماتے ہیں کہ رسول اللہ w نے ہمیں اپنے غلاموں کے چار نام رکھنے سے منع فرمایا ہے افلح، رباح، یسار اور نافع۔‘‘

روایات میں اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ اگر تم کسی سے پوچھو’’نافع اس جگہ ہے؟‘‘ وہ نہ ہو تو جواب ہوگا’’یہاں کوئی نافع نہیں حالانکہ کئی لوگ وہاں موجود ہوں گے‘‘۔

اسلام نے اسماء والقاب کے حسن وقبح پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ متعدد احادیث میں ایسے نام رکھنے کی ممانعت ہے جو روزمرہ استعمال میں مسائل کا باعث بنیں مثلاً حرب، شہاب وغیرہ۔ آپ ﷺ نے بہت سے نام اسی باعث تبدیل فرمائے۔ اُمہات المؤمنین میں حضرت جویریہ بنت الحارث، حضرت زینب بنت جحش، حضرت میمونہ بنت ابی سلمہ المخزومی ا کے سابقہ نام برّہ کو تبدیل فرما دیا۔ عاصیہ (گنہگار) نام کی چار صحابیات ا کے ناموں کو جمیلہ (خوب سیرت وصورت)، جثامہ (کثرت سے نیند میں رہنے والی) کو حسانہ (حسین، نیکوکار)، عنبہ (انگور کا دانہ) کو عنقودہ (خوشہ)، اور غبرۃ (غبار آلود) کو مسرۃ (خوش وخرم) سے بدل کر حسن معنوی عطا فرمایا۔ یہ اصلاحِ اسماء والقاب کی پہلی نبوی ﷺ تحریک تھی۔ آپ ﷺ نے وہ شرکیہ نام جن کی اضافت غیر اللہ کی طرف تھی انہیں عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبدالعزیز، عبدالجبار اور اپنے نام مبارک ’’محمدؐ‘‘ سے مبدّل فرمایا۔ اسی طرح اسود (سیاہ) کو ابیض (سفید)، اصرم (مفلس) کو زرعۃ (دولت مند) اکبر (سب سے بڑا) اور بجیر (چیرنا پھاڑنا) کو بشیر (خوشخبری دینے والا)، جعیل (بدشکل) کو عمرو (آباد)، حرام کو حلال، حزن (غم) کو سہل (نرم) زید الخیل کو زید الخیر، سعد الخیل کو سعد الخیر، شہاب (شعلہ) صرم کو سعید، ظالم کو راشد، عازب (بنجر) کو عفیف (پاک دامن)، عاص (نافرمان) کو مطیع (فرمانبردار)، عصیہ (نافرمان) کو عصمۃ (محفوظ)، غافل کو عاقل، قلیل کو کثیر،

یسار کو سلیمان، عبد شر کو عبد خیر اور عقلہ، غراب وغیرہ نام بھی تبدیل فرما دیے۔

حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ میں سیّدنا عمر h سے ملا تو انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا مسروق بن اجدع۔ اس پر انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اجدع ایک شیطان کا نام ہے، تم مسروق بن عبدالرحمٰن ہو یعنی ان کے والد کا نام تبدیل فرما دیا۔

ابن حجر m نے الاصابہ میں بشیر بن عقربہ سے روایت کی ہے کہ ''میرے والد عقربہ الجہنی حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: اے عقربہ یہ تمہارے ساتھ کون ہے میرے والد نے عرض کیا کہ بحیر آپ ﷺ نے فرمایا: قریب ہو جاؤ میں قریب ہو گیا حتیٰ کہ میں آپ ﷺ کے دائیں طرف بیٹھ گیا۔ پس حضور نبی اکرم ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست شفقت رکھا اور فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا بحیر۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ تمہارا نام بشیر ہے۔ وہ کہتے ہیں میری زبان میں لکنت تھی پس حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنا لعاب دہن مبارک میرے منہ میں لگایا جس سے میری زبان کا یہ عقدہ جاتا رہا اور ماسوا اُن بالوں کے جن پر آنحضور ﷺ نے اپنا دست مبارک رکھا تھا بقیہ میرے سر کے تمام بال سفید ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں اُمہات المومنینؓ صحابہؓ صحابیاتؓ قبائل و بلاد اور اماکن و مواضع کے ناموں کی تبدیلی کا یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رکھا اور ایسے اسماء و القابات جو انسانی شخصیت کے بگاڑنے یا مسخ کرنے میں استعمال ہوں اُن اجتناب کا حکم دیا۔

زندگی کے ہر شعبہ میں تکمیلی تعلیمات کی طرح اسلام نے نام اور القاب رکھنے میں بھی اہم اصول بتائے ہیں۔ آج کے دور میں ہم نام رکھنے کے لیے بہت زیادہ تحقیق سے کام لیتے ہیں مگر ہم میں کتنے لوگ ہیں جو نام یا لقب رکھنے بولنے اور استعمال کرنے میں اسلام کے دیے ہوئے اُصولوں کی پیروی کرتے ہیں۔ باعث حیرت ہے کہ اس ضمن میں اہل علم و دانش بھی غفلت شعاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور تحریک اصلاح اسماء کا مقصودِ حقیقی یہی ہے کہ نام ایک تعارف ہو، رنگ و نسل کے امتیاز کا مظہر نہ ہو اور بنی نوعِ انسان میں تفاخر، تنافر اور تفریق کا باعث نہ ہو۔ آج اسماء و القاب ذاتی مفادات اور جاہلی عصبیت اُجاگر کرنے کا ذریعہ بن چکے ہیں۔ صلح

حدیبیہ کے موقع پر رحمت عالم ﷺ نے خود اپنا نام مبارک اپنے ہاتھ سے محمد بن عبداللہ لکھ کر قیامت تک کے لیے مہر تصدیق ثبت کر دی کہ نام وہ تعارف ہے جو روزِ قیامت بھی پکارا جائے گا۔

نام رکھنے میں جن اُمور کو پیش نظر رکھنا چاہیے وہ درج ذیل ہیں:

☆ ایسا نام نہیں رکھنا چاہیے جس کے معنی اچھے نہ ہوں۔

☆ اور ایسا نام نہیں رکھنا چاہیے جس سے اپنی بڑائی یا پاکیزگی کا اظہار ہوتا ہو۔

مثلاً حضرت زینب بنت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرا نام 'برّۃ' (نیک) تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لا تزکوا انفسکم فان اللہ اعلم باھل البر منکم (اپنے آپ کو پاک صاف نہ جتاؤ، کیونکہ اللہ خوب جانتا ہے تم میں سے جو نیک ہیں)

☆ نام اور شخصیت کا باہمی ارتباط ہے لہٰذا نام صوتی و معنوی، لغوی و نحوی اعتبار سے خوبصورت اور نفع آوری کا باعث ہو۔ بروز قیامت بھی جب اُسے پکارا جائے تو خجالت کا باعث نہ ہو یعنی احب الاسماء کی تعبیر ہو۔

☆ نام ایسا ہو جس کا تلفظ ہر عام وخاص کے لیے آسان ہو یعنی اس کے بولنے میں اختصار یا بگاڑ (NICK NAME) کی ضرورت نہ پڑے۔

☆ یہی معاملہ القاب کے ساتھ بھی ہے کہ لقب یافتہ میں وہ صفت نمایاں ہو، شرکیہ الفاظ و تصورات سے پاک ہو، خودستائی اور خودنمائی کا حامل نہ ہو۔ فرمایا: ''تم منافق کو سیّد نہ کہو کیونکہ اگر وہ تمہارا سیّد ہے تو تمہارا پروردگار تم سے ناراض ہے۔'' (ترمذی) کسی منصب یا لقب کی حامل شخصیت اسم بامسمّٰی ہو یعنی جو لقب کوئی شخص استعمال کرتا ہے تو واقعتاً وہ اس منصب کا حامل بھی ہو لیکن دورِ حاضر میں ایسے منصبی نام بے دھڑک استعمال ہوتے ہیں جو ماضی میں اسلامی حکومتوں میں مناصب کے لئے سرکاری طور پر مستعمل تھے اور وہ لوگ ان مناصب پر فائز تھے لیکن آج دینی طبقہ کے زعماء بھی وہی منصبی نام اپنے لقب کے طور پر استعمال کر رہے ہیں حالانکہ انہیں نہ تو کوئی حکومتی منصب حاصل ہے اور نہ ہی وہ منصبی نام آج کی حکومت میں مستعمل ہیں۔ اگر وہ اس دور میں ہوتے اور وہ یہ نام یا القاب استعمال کرتے تو وہ علمی و منصبی سرقہ کے مرتکب قرار پاتے اور آج بھی اگر کوئی شخص جس منصب پر فائز نہ ہو اور وہ اپنے نام کے ساتھ وہ منصبی نام استعمال کرتا ہو تو موجودہ

قوانین کے تحت واجب التعزیر ہے۔

کہیں بھی برے مفہوم کا شائبہ ہو تو وہ نام فوراً بدل دینا چاہیے۔ جیسا رحمت عالم ﷺ نے اشخاص اور قبائل کے نام تبدیل فرمائے اور آپ ﷺ نے اسی اُصول کا غزوات کے موقع پر 'شعار' عنایت فرماتے ہوئے بھی پیش نظر رکھا۔ جو لوگ اس کی پاسداری نہیں کرتے تو اُن کے لئے فتح الباری ج ۱۰، ص ۵۷۴ پر مشہور تابعی سعید بن المسیب کی آپ بیتی زیر تحریر ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا کا نام حزن (سختی) تھا محبوب دو عالم ﷺ نے فرمایا ''تم سہل (نرمی) ہو'، انہوں نے عرض کی ''میں اپنے دادا کے رکھے ہوئے نام کو نہیں بدلنا چاہتا'' آپ ﷺ کے اس فرمان کو پورا نہ کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ خاندان میں وہ سختی کسی صورت نکلنے کا نام نہیں لیتی۔

NAME POLICY دنیا کے کئی ممالک میں نافذ ہے خصوصاً برادرِ اسلامی ملک ترکی میں تو پیدائشی نام ہی ایسا ہوتا ہے جسے زندگی میں بدلنے کی نوبت کم ہی آتی ہے اور مزید برآں ناموں میں ایسے اضافے جن میں کسی مفاداتی تصور خواہ فرقہ وارانہ ہو، قبائلی تعصب کا اظہار ہو یا کسی عدالت یا دیگر سرکاری اداروں میں محض ذاتی مفادات کے حصول کا باعث ہو، غیر قانونی قرار دیا جائے۔ تاکہ اس برائی سے بچا جا سکے کیونکہ نام ہی تو تعارف کا پہلا زینہ ہے۔

حکومتی سطح پر باقاعدہ ناموں کے بارے میں ایک جامع پالیسی ہونی چاہئے تاکہ لوگوں کو نام رکھنے میں نہ صرف آسانی و رہنمائی ہو بلکہ اُن سے طبقاتی سطح پر باہمی نفرت کو بھی کم کیا جا سکے۔ مسلمانوں کے وہ نام جن کی اضافت غیر اللہ کی طرف ہو فوراً بدل دینے چاہئیں۔ اگر نام خلاف شرع ہے تو اسے بدلنے میں عار نہیں ہونی چاہیے کیونکہ نام کی نسبت سے منسوب کی حالت بدل جاتی ہے۔ حکومتی ذرائع ابلاغ کو بھی ایسے اسماء یا القاب جن کے معانی و مفاہیم خلاف شریعت ہوں، بدلنے اور ان کی اصلاح کی تحریک میں بھرپور حصہ لینا چاہیے کیونکہ یہ اصلاحی تحریک نہ صرف مسنون بلکہ ترویج اشاعت اسلام میں اس کا بہت بڑا مقام ہے۔

جو فلسفہ اَسماء اسلام نے ہمیں دیا ہے اس پر عمل پیرا ہونا ہی ہمارے لئے اَحسن طریق حیات ہے۔ یہی راہ نجات ہے یہی مقصود کائنات ہے اور آئندہ عالمگیر معاشرے کی فلاح کی یہی واحد اساس۔

مسلم دورِ اقتدار اور سائنس

(ساتویں صدی سے پندرھویں صدی تک)

انجینئر مختار فاروقی

(ب) سپین (یورپ)

آج مغربی یورپ کا مشہور ملک سپین ہے۔ مسلم دورِ اقتدار (711ء سے 1492ء) تک اس ملک کا نام اُندلس تھا اسی لئے مسلمانوں کی تاریخ اور جغرافیہ کی قدیم کتابوں میں یہی نام ملتا ہے۔ سقوطِ غرناطہ کے بعد مسیحی یورپ نے اس ملک کا نام ہی بدل دیا تا کہ اس علاقے کی تاریخ کو ماضی سے کاٹ دیا جائے اور کہیں مسلم اقتدار کا حوالہ بھی نہ آ سکے۔ اس ملک کا نام پہلے ہسپانیہ اور بعد میں سپین ہو گیا۔ بغداد کے مسلم اقتدار کے ماحول میں اور سپین کے مسلم اقتدار کے ماحول میں جہاں بہت سی باتیں مشترک ہیں وہاں متعدّد پہلوؤں کے اعتبار سے نمایاں فرق بھی ہے اور یہ باتیں سپین میں مسلم اقتدار کے دوران پُرسکون ماحول اور سائنسی ترقی و ترویج کے لئے بڑی ممد ثابت ہوئیں۔

مشرقِ وسطی کے مقابلے میں سپین میں مسلم اقتدار کی چند خصوصیات یہ ہیں:

- سپین میں اسلام دورِ بنی اُمیہ (41ھ، 661ء تا 132ھ 750ء) کے دوران 93ھ یعنی 711ء میں آیا۔ مشرقِ وسطی میں بنواُمیہ اور بنوعباس کی باہمی خلفشار کے بعد خارجی اور اسماعیلی فرقے، معتزلہ کی عقلی بحثیں، فاطمی حکمرانوں کی مرکز گریز حکومتیں، حسن بن صباح جیسے فتنے اُٹھتے رہے جبکہ سپین میں مسلم اقتدار میں خالص بنواُمیہ کی حکومت ہی آٹھ صدیاں چلتی رہی اور بغداد حکومت کے برعکس ایسے فتنوں سے محفوظ رہی۔
- پہلی صدی ہجری کے عربِ خون کی وجہ سے وہاں خالص عربی اسلام پروان چڑھا اور

خارجی طور پر یونانی اور ایرانی فلسفوں سے بھی محفوظ رہا۔

- سپین کے باہر یورپ سارا عیسائی تھا۔ لہٰذا اسلام کے ساتھ مسلمانوں کی والہانہ وابستگی قائم رہی اور مسلم یکجہتی اور اتحاد کا ماحول رہا اور حکومت کے تسلسل کی ایک اہم وجہ یہی ماحول تھا۔
- صہیونیت اور مسیحیت کی سازشیں اور مسلم دشمنی کے سارے منصوبوں کا رُخ اسلامی مراکز مکہ، مدینہ اور بغداد کی طرف رہا۔ صہیونی اور عیسائی مرکز بیت المقدس بھی مشرقِ وسطیٰ میں ہے لہٰذا یورپ کے مذہبی صلیبی جذبے کا ہدف بھی بغداد کا مسلم اقتدار رہا۔ جبکہ سپین یہودی اور عیسائی انتقامی جذبات سے کئی صدیوں تک محفوظ و مامون رہا۔
- مسلم سپین کے پرسکون ماحول میں مسلمانوں نے زندگی کے ہر شعبے میں حیران کن حد تک ترقی کی منزلیں طے کیں اور سائنسی علوم کی ایسی محکم بنیادیں استوار کیں کہ وہ آج تک قائم ہیں۔ علم وفن کی اپنے خونِ جگر سے ایسی آبیاری کی کہ اس کی شاخوں نے انتہائی بلندیوں کو چھولیا۔
- آٹھ صدیوں کے اس دورِ اقتدار میں اسلامی تعلیمات اور مسلم نظریات کے اثرات پورے یورپ اور برطانیہ تک پھیل گئے۔ مسیحی ممالک کے لوگ غرناطہ اور اشبیلہ کی یونیورسٹیوں میں حصولِ علم کے لئے ایسے آتے تھے جیسے آج کل لوگ امریکہ کی یونیورسٹیوں کی طرف لپکتے ہیں۔

مسلم دور کی سائنسی علمی اور فنی ایجادات

مسلم دورِ اقتدار کی علمی ترقی اور فلکیات، ارضیات، جغرافیہ، طب، طبیعات، کیمیا، علم ہندسہ، الجبرا، سمندری سفر اور تجارت غرض ہر شعبہ زندگی میں کامرانیوں اور کارناموں پر سینکڑوں ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی۔ حقیقت یہی ہے کہ یورپ کے اہل علم کی تعصب والی سوچ کے باوجود موجودہ یورپ (اور مغرب) کی حالیہ ترقی کے پس پردہ مسلمانوں کا جو حصہ ہے اور اسلام کے جو احسانات ہیں وہ چھپائے چھپ نہیں سکتے۔

ہم یہاں مشرقِ وسطیٰ اور سپین میں مسلم اقتدار کے دوران میں ہونے والی ایجادات کی ایک فہرست وِکی پیڈیا فری انسائیکلوپیڈیا سے دے رہے ہیں یہ فہرست مغرب ہی کی مرتب کردہ ہے اور اس میں اہم اور تاریخی ایجادات کو تاریخی ترتیب سے درج کیا ہے اور آغاز سے آج تک کل 1076 اہم تاریخی ایجادات کا ذکر کیا ہے۔

CHRONOLOTCL LIST OF PARTICULARLY IMPORTANT OR SIGNIFICENT TECHNOLOGICAL INVENTIONS

700: Quill pen	پر سے بنا ہوا قلم
700-900: Charitable trust in the Arab Empire	رفاہی ٹرسٹ
700s: Brass astrolabe: Muhammad al-Fazari	تانبے کی مشین قبلہ سمت کے لیے
700s: Destructive distillation: Arabic chemists	عرق کشیدگی
700s: Inoculation: Madhav in India	ٹیکہ
700s: Glass factory in Syria	شیشے کی فیکٹری
700s: Pottery factory in Syria	مٹی کے برتنوں کے کارخانے
721-800: Coloured glass: Geber	رنگدار گلاس
721-815: Alembic: Geber (Jabir ibn Hayyan)	قرعِ انبیق
721-815: Still: Geber	
721-815: Retort: Geber	
721-815: Filtration: Geber	فلٹریشن (عمل تقطیر)
721-815: Crystallization: Geber	عمل قلماؤ
721-815: Pure distillation: Geber	پاک آسون
721-815: Distilled alcohol: Geber	آست شراب
721-815: Distilled wine: Geber	کشیدشدہ شراب
721-815: Distilled beverage: Geber	کشیدشدہ مشروبات
721-815: Mineral acid: Geber	معدنی تیزاب
721-815: Nitric acid: Geber	نائٹرک ایسڈ
721-815: Hydrochloric acid: Geber	نمک کا تیزاب
721-815: Sulfuric acid: Geber	کندھک کا تیزاب
721-815: Uric acid: Geber	یورک ایسڈ
721-815: Acetic acid: Geber	
721-815: Citric acid: Geber	سٹرک ایسڈ
721-815: Tartaric acid: Geber	ٹارٹارک ایسڈ
721-815: Aqua regia: Geber	ایکوار یجیا
721-815: Cheese glue: Geber	پنیر کی گوند
721-815: Plated mail: Geber	

721-815: Lustreware: Geber	چمکیلے برتن
721-815: Tin-glazing: Geber	ٹن سے چمکائے ہوئے برتن
721-815: Cucurbit: Geber	جڑی بوٹی
721-815: Evacuation tube: Geber	انخلاء ٹیوب
721-815: Aludel: Geber	دوا بنانے میں استعمال ہونے والا برتن
721-815: Artificial pearl	مصنوعی موتی
721-815: Purified pearl	خالص شدہ موتی
721-815: Dyed pearl	رنگے ہوئے موتی
721-815: Dyed gemstone	رنگے ہوئے پتھر رجوہرات
721-815: Artificial gemstone	مصنوعی پتھر یا جوہرات
721-925: Rose water: Geber, Al-Kindi (Alkindus), Muhammad ibn Zakariya Razi	عرق گلاب
721-925:Heated bath: Geber, Al-Kindi, Muhammad ibn Zakariya Razi	گرم غسل خانے
721-925: Sand bath: Geber, Al-Kindi, Muhammad ibn Zakariya Razi	ریت سے غسل کا طریقہ
721-925: Funnel: Geber, Al-Kindi, Muhammad ibn Zakariya Razie	قیف
721-925: Sieve: Geber, Al-Kindi, Muhammad ibn Zakariya Razi	چھلنی
721-925: Filter: Geber, Al-Kindi, Muhammad ibn Zakariya Razi	فلٹر
725: Clockwork escapement mechanism: Yi Xing of China	مشینی گھڑی کا نظام
754: Pharmacy in Baghdad	فارمیسی
754: Drugstore in Baghdad	دوا کی دکان
758-764: Tar pavement in Baghdad	تارکوں کی سڑک
763-800: Public hospital: Harun al-Rashid	پبلک ہسپتال
763-800: Psychiatric hospital in Baghdad	نفسیاتی ہسپتال
794: Paper mill in Baghdad	کاغذ کا کارخانہ
Amalgamation: Arabic chemists	بھرت
Ceration: Arabic chemists	دھاتیں نرم کرنا
Dry distillation: Arabic chemists	خشک آسون
Solution: Arabic chemists	

Sublimation: Arabic chemists	ٹھوس سے تیل بنانے کا عمل
Water purification: Arabic chemists	پانی صاف کرنا
Purified water: Arabic chemists.	مصفا پانی
Fusible alloy: Arabic chemists	جلد پگھلنے والی دھات
Petrol: Arabic chemists	پیٹرول
Apothecary: Arabic physicians	دواساز
Lateen in India	بادبان

9th-10th centuries

700-1000: Spinning wheel in India	چرخہ
800-850: Quadrant: Muhammad ibn Musa al-Khwarizmi (Algorismi)	
800-850: Mural instrument: Muhammad ibn Musa al-Khwarizmi	زاویہ معلوم کرنے کا آلہ
800-850: Sine quadrant: Muhammad ibn Musa al-Khwarizmi	
800-850: Horary quadrant: Muhammad ibn Musa al-Khwarizmi	سورج سے وقت معلوم کرنا
800-850: Alhidade: Muhammad ibn Musa al-Khwarizmi	زاویہ معلوم کرنے والا آلہ
800-857: Under-arm deodorant: Ziryab	بغلوں کی بدبو دور کرنے کی خوشبو
800-857: Beauty parlour: Ziryab	بیوٹی پارلر
800-857: Bangs: Ziryab	بالوں کا سٹائل
800-857: Chemical depilatory: Ziryab	کیمائی طریقے سے جلد کے بال اُتارنا
800-873: Valve: Banu Musa in Iraq	والو
800-873: Float valve: Banu Musa	فلوٹ والو
800-873: Feedback controller: Banu Musa	
800-873: Float chamber: Banu Musa	فلوٹ چیمبر
800-873: Automatic control: Banu Musa	خودکار کنٹرول
800-873: Automatic flute player: Banu Musa	خودکار بانسری بجانے والا
800-873: Programmable machine: Banu Musa	
800-873: Trick drinking vessels: Banu Musa	
800-873: Gas mask: Banu Musa	گیس ماسک
800-873: Grab: Banu Musa	پکڑنے والا

800-873: Clamshell grab: Banu Musa	
800-873: Fail-safe system: Banu Musa	محفوظ نظام
800-873: Mechanical musical instrument: Banu Musa	مکینکل ساز
800-873: Hydropowered organ: Banu Musa	آلہ موسیقی
800-873: Hurricane lamp: Banu Musa	سمندری طوفان کے لئے لیمپ
800-873: Self-feeding oil lamp: Banu Musa	چراغ جو تیل خود کھینچتا ہے
800-873: Self-trimming oil lamp: Ahmad ibn Musa ibn Shakir	چراغ
800-1000: Wind powered gristmills in Afghanistan, Pakistan and Iran	پون طاقت
800-1000: Sugar refinery in Afghanistan, Pakistan and Iran	شوگر ریفائنری
c. 800-1000: Switch: Arabic engineers	سوئچ
800s: Diploma: Bimaristans	ڈپلومہ
800s: Academic degree: Madrasahs	تعلیمی ڈگری
800s: Doctorate: Madrasahs	ڈاکٹریٹ
800s: Stonepaste ceramics in Iraq	چینی مٹی کی چیزیں
800s: Black powder in China	بلیک پاؤڈر
800s: Gunpowder in China	بارود
800s: Water turbine in the Arab Empire	پانی کی ٹربائن
800s: Universal sundial in Baghdad	سائے سے وقت بتانے والا آلہ
800s: Universal horary dial in Baghdad	
800s: Verticle-axle windmill in Afghanistan	کھڑی پن چکی
800s: Naphtha in Azerbaijan	
800s: Oil well in Azerbaijan	تیل کا کنواں
800s: Oil field in Azerbaijan	آئل فیلڈ
801-873: Pure alcohol: Al-Kindi (Alkindus)	خالص الکحل
801-873: Ethanol: Al-Kindi	ایتھانول
Muhammad ibn Zakariya 801-1000: Municipal solid waste handling: Razi, Ibn Al-Jazzar, al-Masihi Al-Kindi, Qusta ibn Luqa,	کوڑا کرکٹ ٹھکانے کا نظام
810-887: Glass from stones: Abbas Ibn Firnas in al-Andalus	پتھر سے شیشے
810-887: Eye glasses: Abbas Ibn Firnas	عینک کا شیشہ

810-887: Clear colourless high-purity glass: Abbas Ibn Firnas	صاف بے رنگ عمدہ شیشہ
810-887: Silica glass	ریت سے بنا ہوا شیشہ
810-887: Fused quartz glass: Abbas Ibn Firnas	کوارٹز سے بنا شیشہ
810-887: Metronome: Abbas Ibn Firnas	ٹک ٹک کرنے کا آلہ
810-887: Artificial weather simulation: Abbas Ibn Firnas	مصنوعی موسم پیدا کرنا
813-833: Medical school: Al-Ma'mun	میڈیکل سکول
827: Mechanical singing bird automaton: Al-Ma'mun	مکینکل (طریقے سے) گانے والا پرندہ
836-1000: Erectile dysfunction treatment: Muhammad ibn Zakariya Razi, Thabit bin Qurra (Thebit), Ibn Al-Jazza	
853-929: Observation tube: Muhammad ibn Jabir al-Harrani al-Battani (Albatenius)	معائنہ ٹیوب
852: Parachute: Abbas Ibn Firnas in al-Andalus	پیراشوٹ
859: University: Princess Fatima al-Fihri	یونیورسٹی
875: Hang glider: Abbas Ibn Firnas	اڑنے کی مشین
875: Artificial wing: Abbas Ibn Firnas	مصنوعی پر
875: Flight control frame: Abbas Ibn Firnas	فلائٹ کنٹرول فریم
c. 865-900: Kerosene: Muhammad ibn Zakariya Razi (Rhazes) in Iraq	مٹی کا تیل
c. 865-900: Kerosene lamp: Muhammad ibn Zakariya Razi	مٹی کے تیل کا لیمپ
865-925: Hard soap: Muhammad ibn Zakariya Razi	ہارڈ صابن
865-925: Chemotherapy: Muhammad ibn Zakariya Razi	کیمیائی طبی امداد
865-925: Antiseptic: Muhammad ibn Zakariya Razi	جراثم ختم کرنے والا
900s: Banknote in China	بینک نوٹ
900s: Fire lance in China	آگ والا نیزہ
900s: Firearm in China	آگ کے ہتھیار
900s: Gun in China	بندوق
900s: Milling factory in Baghdad	پسائی کرنے والی فیکٹری
900s: Cartographic grid in Baghdad	
900s: Graph paper in the Arab Empire	گراف پیپر

900s: Horizontal-axle windmill in Afghanistan, Pakistan and Iran	افقی محور
900s: Medicinal alcohol: Arabic physicians	طبی الکحل
903-986: Timekeeping astrolabe: Abd al-Rahman al-Sufi (Azophi)	وقت کا حساب رکھنے والی مشین
904: Fire Arrow in China	آگ کا تیر
919: Double-piston flamethrower in China	شعلہ پھینکنے والا
984: Pound lock: Qiao Weiyo	تالہ
953: Fountain pen: Al-Muizz Lideenillah of Egypt	فاؤنٹین پین
960-1000: Restaurant in China and Arab Empire]	ریسٹورینٹ
994: Astronomical sextant: Abu-Mahmud al-Khujandi in Persia	فلکیات کا آلہ
996: Geared mechanical astrolabe: AbuRayhanal-Biruni	میکانی مشین
Almucantar quadrant: Arabic astronomers	فلکیات کا آلہ
Navigational astrolabe: Arabic astronomers	
Vertical sundial: Arabic astronomers	
Polar sundial: Arabic astronomers	
Coffee: Khalid in Ethiopia	کافی
Shaving soap: Arabic chemists	شیو کرنے کا صابن
Plumb line: Arabic engineers	ساہل
Reed level: Arabic engineers	لیول کرنے والی مشین
Triangulation: Arabic engineers	مثلث کا علم
Geared gristmill: Arabic engineers	آٹا بنانے والی مشین
Shatranj in Persia	شطرنج (ایران)
Paned window in the Arab Empire	
Street lamp in the Arab Empire	سٹریٹ لیمپ
Sherbet in the Arab Empire	شربت
Soft drink in the Arab Empire	مشروبات
Syrup in the Arab Empire	شربت
Mercury escapement mechanism in the Middle East	
Bridge dam in Iran	ڈیم

Milling dam in Iran	
Diversion dam in Iraq	دریا کا رُخ بدلنے والے ڈیم
Litter collection in Al-Andalus	کوڑا کرکٹ کو جمع کرنا
Waste container in Al-Andalus	فضلے کے کنٹینر
Waste disposal in Al-Andalus	فضلے کو ٹھکانے لگانا
Public library in the Arab Empire	پبلک لائبریری
Lending library in the Arab Empire	لائبریری جس سے کتابیں جاری کی جاتی ہوں
Library catalog in the Arab Empire	لائبریری فہرست
Firecracker in China	آتش بازی

2nd millennium 11th century

c. 1000: Pendulum: Ibn Yunus in Egypt	پینڈولم
c. 1000: Injection syringe: Ammar ibn Ali al-Mawsili of Iraq	انجکشن سرنج
c. 1000: Hypodermic needle: Ammar ibn Ali al-Mawsili	ٹیکے کی سوئی
c. 1000: Cataract extraction: Ammar ibn Ali al-Mawsili	موتیا نکالنا
c. 1000: Suction: Ammar ibn Ali al-Mawsili	
1000: Ligature: Abu al-Qasim al-Zahrawi (Abulcasis) in Al-Andalus	طبی آلہ
1000: Adhesive plaster: Abu al-Qasim	چپکنے والی پلاسٹر
1000: Curette: Abu al-Qasim	طبی آلہ جراحی
1000: Retractor: Abu al-Qasim	
1000: Lithotomy scalpel: Abu al-Qasim	
1000: Surgical catgut: Abu al-Qasim	
1000: Surgical hook: Abu al-Qasim	
1000: Surgical rod: Abu al-Qasim	جراحی آلہ
1000: Surgical spoon: Abu al-Qasim	
1000: Inhalational anaesthetic: Abu al-Qasim	سونگھ کر بے ہوش کرنے والی
1000: Anaesthetic sponge: Abu al-Qasim	بے ہوش کرنے والا سپنج
1000: Oral anaesthesia: Abu al-Qasim	منہ کے ذریعے بے ہوش کرنا
1000: Cotton dressing: Abu al-Qasim	روئی کی پٹی

c. 1000-1009: Monumental astrolabe: Ibn Yunus	خلائی مشین
c. 1000-1020: Heliocentric astrolabe: Al-Sijzi	خلائی ماڈل
c. 1000-1037: Thermometer: Avicenna (Ibn Sina) in Persia	تھرمامیٹر
c. 1000-1037: Steam distillation: Avicenna	بھاپ آسون
c. 1000-1037: Fragrance extraction: Avicenna	خوشبو نکالنا
c. 1000-1037: Essential oil: Avicenna	تیل
c. 1000-1037: Aromatherapy: Avicenna	خوشبو سے علاج
c. 1000-1048: Orthographical astrolabe: Abu Rayhan al-Biruni in Persia	
c. 1000-1048: Planisphere: Abu Rayhan al-Biruni	خلائی آلہ
c. 1000-1048: Star chart: Abu Rayhan al-Biruni	سٹار چارٹ
c. 1000-1048: Laboratory flask: Abu Rayhan al-Biruni	لیبارٹری فلاسک
c. 1000-1048: Pycnometer: Abu Rayhan al-Biruni	کثافت ماپنے کا آلہ
c. 1000-1048: Conical measure: Abu Rayhan al-Biruni	ماپنے کا آلہ
c. 1000-1048: Geared mechanical lunisolar calendar analog computer: Abu Rayhan al-Biruni	مکینیکل سورج اور چاند کا مشترک کیلنڈر
c. 1000-1048: Fixed-wired knowledge processing machine: Abu Rayhan al-Biruni	
1020: Mechanical astrolabe: Ibn Samh in Al-Andalus	مکینیکل خلائی مشین
1021: Magnifying glass: Ibn al-Haytham021:	محدب عدسہ
Parabolic mirror: Ibn al-Haytham (Alhazen) in Iraq	مقعر شیشہ
1021: Concave mirror: Ibn al-Haytham	محدب شیشہ
1021: Spherical mirror: Ibn al-Haytham	کروی شیشہ
1021: Pinhole camera: Ibn al-Haytham	کیمرہ
1021: Camera obscura: Ibn al-Haytham	اندھیرے والا کیمرہ
1025: Cancer therapy: Avicenna	کینسر تھراپی
1025: Hirudotherapy: Avicenna	جونک سے علاج
1025: Medicinal leech: Avicenna	طبی جونک
1025: Calcium channel blocker: Avicenna	
1025: Pharmacopoeia: Avicenna	طب کی کتاب

1028-1087: Equatorium: Abu Ishaq Ibrahim al-Zarqali (Arzachel) in Al-Andalus	خلائی آلہ
1028-1087: Universal astrolabe: Abu Ishaq Ibrahim al-Zarqali	آفاقی خلائی مشین
1031-1095: Raised-relief map: Shen Kuo	ابھرے ہوئے نقشے
1038-1075: Flywheel: Ibn Bassal in Al-Andalus	
1038-1075: Flywheel-driven chain pump: Ibn Bassal in Al-Andalus	پمپ
1038-1075: Flywheel-driven noria: Ibn Bassal in Al-Andalus	پانی اٹھانے کا آلہ
1041: Movable type printing press: BiShenginChina	پرنٹنگ پریس
1044: Hand grenade: Zhen Tian Lei in China	دستی بم
1087: Almanac: Abu Ishaq Ibrahim al-Zarqali	خلائی تقویم
1088: Mechanical clock: Su Song	مکینیکل گھڑی
1088: Clock tower: Su Song	کلاک ٹاور
1088: Magnetic compass: Shen Kuo in China	مقناطیسی کمپاس
1090: Belt drive: Qin Guan in in China	
1090: Chain drive in China	
1092: Astronomical clock: Su Song	فلکیات گھڑی
1094: Printed star chart: Su Song	چھپے ہوے ستاروں کے چارٹ
Coke fuel in China	
Complex gearing: Ibn Khalaf al-Muradi in Al-Andalus	
Epicyclic gearing: Ibn Khalaf al-Muradi in Al-Andalus	
Segmental gearing: Ibn Khalaf al-Muradi in Al-Andalus	
Geared mechanical clock: Ibn Khalaf al-Muradi in Al-Andalus	میکانکی گھڑی
Weight-driven mechanical clock: Arabic engineers	وزن پر مبنی میکانکی گھڑی
Celestial globe: Arabic astronomers	ستاروں کا نقشہ
Clear glass mirror in Al-Andalus	صاف شیشے کا آئینہ
Cobwork in the Maghreb and Al-Andalus	لکڑی کے تختوں سے بنا گھر

12th century

c. 1100: Framed bead abacus in China	گنتی کا آلہ
1100-1150: Torquetum: Jabir ibn Aflah (Geber)	
1100-1161: Tracheotomy: Ibn Zuhr (Avenzoar) in Al-Andalus	خلائی آلہ

1119: Watertight hull compartment: Zhu Yu in China	جہاز کا حصہ
1121: Steelyard: Al-Khazini in Persia	تولنے کا آلہ
1121: Hydrostatic balance: Al-Khazini	بیلنس
1126: Fire arrow: Li Gang in China	آگ کا تیر
1126: Rocket: Li Gang in China	راکٹ
1128: Cannon in China	توپ
1135-1200: Linear astrolabe: Sharaf al-Din al-Tusi in Persia	لکیری خلائی مشین
1150: Perpetual motion machine: Bhaskara II	خود چلنے والی مشین
1150: Homing pigeons in Iraq and Syria	گھر واپس آنے والے کبوتر
1154: Striking clock: Al-Kaysarani in Syria	گھنٹی والی گھڑی
1187: Counterweight trebuchet: MardibinAlial-Tarsusi	منجنیق
1187: Mangonel: Mardi bin Ali al-Tarsusi	منجنیق
1190: Mariner's compass in Italy	بحری کمپاس
Ventilator in Egypt	روشن دان
Astrolabic quadrant in Egypt	
Bridge mill in Al-Andalus	مل پر لگی ہوئی مشین
Hydropowered forge in Al-Andal	بھٹی
Finery forge in Al-Andalus	لوہا بنانے کی بھٹی
Fireworks in China	آتش بازی
War machine in Turkey	جنگ کی مشین
Sunglasses in China	دھوپ کے چشمے

13th century

c. 1200: Glass mirror in Europe	شیشے کا آئینہ
c. 1200: Combination lock: Al-Jazari in Iraq (Mesopotamia)	تالا
1206: Bolted joint lock	تالا
1206: Clock automaton: Al-Jazari	خودکار گھڑی
1206: Flow control regulator: Al-Jazari	فلو کنٹرول ریگولیٹر
1206: Closed-loop system: Al-Jazari	
1206: Elephant clock: Al-Jazari	ہاتھی گھڑی
1206: Hand washing device: Al-Jazari	ہاتھ دھونے کے آلے

1206: Kitchen appliance: Al-Jazari	باورچی خانے کے آلات
1206: Cam: Al-Jazari	
1206: Camshaft: Al-Jazari	
1206: Crankshaft: Al-Jazari	
1206: Connecting rod: Al-Jazari	
1206: Crank-connecting rod mechanism: Al-Jazari	
1206: Segmental gear: Al-Jazari	
1206: Suction pipe: Al-Jazari	
1206: Suction piston pump: Al-Jazari	
1206: Reciprocating piston motion: Al-Jazari	
1206: Double-acting engine: Al-Jazari	
1206: Humanoid robot: Al-Jazari	آدمی کی شکل کا رپورٹ
1206: Programmable robot: Al-Jazari	
1206: Automatic gate: Al-Jazari	خودکار گیٹ
1206: Pointer: Al-Jazari	
1206: Hydropowered water supply system: Al-Jazari	پانی کی فراہمی کا نظام
1206: Geared water supply system: Al-Jazari	پانی کی فراہمی کا نظام
1206: Laminate: Al-Jazari	
1206: Mechanical template: Al-Jazari	مکینیکل سانچے
1206: Paper model: Al-Jazari	کاغذ کے بنائے ہوئے ماڈل
1206: Calibration: Al-Jazari	
1206: Sand casting: Al-Jazari	
1206: Emery powder: Al-Jazari	کرنڈی پاؤڈر
1206: Crankshaft-driven chain pump: Al-Jazari	
1206: Hydropowered saqiya chain pump: Al-Jazari	
1206: Intermittent working: Al-Jazari	وقفے وقفے سے کام جاری رکھنا
1206: Hour hand: Al-Jazari	گھنٹے کی سوئی
1232: Rocket launcher in China	راکٹ لانچر
1235: Geared astrolabe with analog computer calendar: Abi Bakr of Isfahan	

1259: Research institute: Nasir al-Din al-Tusi	ریسرچ انسٹیٹیوٹ
1259: Observatory institution: Nasir al-Din al-Tusi	
1260: Hand cannon in Egypt	ہاتھ توپ
1260: Explosive gunpowder in Egypt	دھماکہ خیز بارود
1260: Explosive cannon in Egypt	دھماکہ خیز توپ
1260: Handgun in Egypt	بندوق
1260: Portable firearm in Egypt	ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاسکنے والے ہتھیار
1260: Cartridge in Egypt	کارتوس
1260: Dissolve talc in Egypt	پاؤڈر
1260: Fire protection in Egypt	آگ سے تحفظ
1260: Fireproof clothing in Egypt	آگ سے محفوظ لباس
1270: Pure saltpetre: Hasan al-Rammah of Syria	خالص شورا
1271-1273:Ballistic weapon:Alaaddin and Ismail in the Middle East	فضائی ہتھیار
1271-1273: Ballistic war machine: Alaaddin East and Ismail in the Middle	فضائی جنگی مشین
1274: Siege cannon: Abu Yaqub Yusuf	محاصرہ توپ
1275: Torpedo: Hasan al-Rammah of Syria	تارپیڈو
1275: Restaurant menu in China	ریسٹورینٹ کا مینو
1277: Land mine: Lou Qianxia in China	بارودی سرنگ
c. 1296: Astronomical compass: Yemeni sultan al-Ashraf	فلکیات کمپاس
1297-1298: Wooden movable type printing: Wang Zhen of China	لکڑی کی پرنٹنگ مشین
Caravel in Al-Andalus[31]	چھوٹا بحری جہاز
Crankshaft-driven screw: Arabic engineers	پیچ کس
Crankshaft-driven screwpump: Arabic engineers	
Sandpaper in China	ریگ مال
Solid-fuel rocket in China	ٹھوس ایندھن راکٹ
Condom in Italy	کنڈوم
Buttonhole in Germany	بٹن کے لئے سوراخ

14th century

1304-1375: Astrolabic clock: Ibn al-Shatir	گھڑی
1304-1375: Compendium instrument: Ibn al-Shatir	خلائی آلہ
1350: Rope bridge in Peru	رسی کا پل
1355: Bombard: Jiao Yu and Liu Ji	بمباری کرنا
1355: Booster: Jiao Yu and Liu Ji	
1355: Matchlock: Jiao Yu and Liu Ji	
1355: Multistage rocket: Jiao Yu and Liu Ji	ملٹی سٹیج راکٹ
1355: Naval mine: Jiao Yu and Liu Ji	بحری بارودی سرنگ
1355: Round shot: Jiao Yu and Liu Ji	گولہ
1355: Shell: Jiao Yu and Liu Ji	شیل
1355: Wheellock: Jiao Yu and Liu Ji	بندوق کا آلہ
1371: Polar-axis sundial: Ibn al-Shatir	
Musket in China	بندوق
Spherical astrolabe in the Middle East	کروی مشین

15th century

1400-1429: Plate of conjunctions: Jamshid al-Kashi	
1400-1429: Planetary analog computer: Jamshid al-Kashi	
1405-1433: Troopship: Zheng He	فوجیوں کے بحری جہاز
1405-1433: Treasure ship: Zheng He	خزانہ والے جہاز
1441: Rain gauge: Jang Yeong-sil	بارش ماپنے والا آلہ
1450s: Alphabetic movable type printing press: Johannes Gutenberg	پرنٹنگ پریس
1451: Concave lens for eyeglasses: Nicholas of Cusa	آنکھوں کے لیے محدب عدسہ
1453: Supergun in Ottoman Empire	
1453: Great Turkish Bombard in Ottoman Empire	بمباری کرنا
1490-1492: Terrestrial globe: Martin Behaim	دنیا کا نقشہ

(http://www.thefullwiki.org/Timeline_of_historic_inventions)

ذرا گہرائی میں جائیں تو ابتداء سے حضرت عیسیٰ d تک کل 161 ایجادات ہوئی ہیں اور حضرت عیسیٰ d کے بعد پہلی سات صدیوں میں کل 38 ایجادات ہیں جبکہ آٹھویں صدی عیسوی سے لے کر 14 ویں صدی عیسوی تک 454 ایجادات ہیں اور پندرھویں صدی عیسوی سے 1980ء تک کل 443 ایجادات ہیں۔

مسلمانوں کے عہد عروج میں عباسی دور حکومت (756ء۔1285ء) آٹھویں صدی عیسوی سے تیرھویں صدی عیسوی تک ہے اور دورِ بنواُمیہ سپین (ہسپانیہ یا اندلس) میں آٹھویں صدی سے لے کر پندرھویں صدی عیسوی تک ہے۔ اس دور میں آٹھویں صدی سے چودھویں صدی عیسوی تک کل 454 ایجادات ہیں جن میں بہت کم حصہ غیر مسلموں کا ہے (یعنی یہ ایجادات چین اور دنیا کے دوسرے علاقوں میں ہوئی ہیں) جبکہ زیادہ ایجادات مسلمانوں نے کی ہیں۔

یہ حقائق اس عام تاثر کے یکسر خلاف ہیں کہ مسلمانوں کے دورِ عروج میں سائنسی ترقی ایسی نہیں تھی۔ 450 کے لگ بھگ ایجادات بہت بڑا کارنامہ ہے اور وہ بھی مغرب خود تسلیم کر رہا ہے۔ جبکہ موجودہ چھ صدیوں میں 443 ایجادات ہیں۔

یہ بات مبالغہ کی نہیں ہے ایک حقیقت ہے اور مغرب کو اپنی یونیورسٹیوں، درسگاہوں، ادب اور میڈیا پر اس حقیقت کا تذکرہ کرنا چاہیے جبکہ وہ اس میں تعصب سے کام لے رہے ہیں۔ نہ صرف یہ اور مسلمانوں اور بالخصوص مسلمان نوجوانوں کو اس ضمن میں غلط پراپیگنڈے سے گمراہ کر رہے ہیں بلکہ اپنے ماضی اور اسلاف سے نابلد رکھتے ہوئے انہیں ماضی سے کاٹ رہے ہیں اور اپنے اسلاف سے بیزار کر رہے ہیں۔ علمی خیانت اور قلم و قرطاس کی بڑی دلیرانہ غلط بیانیوں کی ایسی مثال تاریخ سے ملنا ناممکن ہے۔

مسلم دورِ اقتدار میں سائنسی ترقی، یورپی مصنّفین کی نگاہ میں

مسلم دورِ اقتدار کے بارے میں عصر حاضر کی کتابوں سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں تاکہ قارئین کو اضافی طور پر اطمینانِ قلب کی کیفیت میسر آسکے۔

(1) ڈاکٹر محمد رفیع الدین (م 1969ء) ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی اپنی کتاب ''اسلام اور سائنس'' میں صفحہ 8 پر لکھتے ہیں:

''بعض یورپی مصنفوں کی غلط بیانیوں کی وجہ سے دنیا مدت تک اس غلط فہمی میں مبتلا رہی ہے کہ سائنسی علوم اور سائنسی طریق تحقیق کے موجد یورپ کے لوگ ہیں۔ چنانچہ بعض لوگوں کا خیال یہ تھا کہ سائنسی طریق تحقیق کا موجد روجر بیکن (ROGER BACON) یا اس کا ایک اور ہم نام ہے لیکن سائنسی علوم کی تاریخ کے موضوع پر حال کی علمی تحقیق نے اس ناقابل تردید تاریخی حقیقت سے پردہ چاک کر دیا ہے کہ سائنسی طریق تحقیق، جس کی بدولت موجوہ سائنسی علوم وجود میں آ کر ترقی پذیر ہوئے ہیں، مسلمانوں نے ایجاد کیا تھا اور یورپ کے حالیہ سائنسی علوم کی بنیاد بھی مسلمانوں نے رکھی تھی۔ پھر بعض لوگوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ مسلمانوں نے سائنسی طریق تحقیق یونانیوں سے سیکھا تھا اور اپنے سائنسی علوم کی بنیاد یونانیوں کی سائنس پر رکھی تھی۔ لیکن یہ خیال بھی درست نہیں۔''

(2) تعمیر انسانیت (THE MAKING OF HUMANITY) کا مصنف (BRIFFAULT) خود یورپی ہے اور عیسائی ہے مگر یورپ کی علمی بددیانتی اور تعصب کا پردہ چاک کرتا ہے اور اپنی کتاب کے صفحہ 202 پر لکھتا ہے کہ

☆ ''عصر جدید کی دنیا میں عربوں کی تہذیب کا عظیم الشان حصہ سائنس ہے لیکن اس کے پھل کو پکنے میں کچھ دیر لگی۔ جب تک ہسپانوی عربوں کی تہذیب تاریکی میں دوبارہ گم نہیں ہوئی۔ وہ دیو مہیب جس کو اس نے جنم دیا تھا اپنی پوری قوت کے ساتھ کھڑا نہیں ہوا۔ یہ فقط سائنس ہی نہیں تھی جس نے یورپ کو زندہ کیا۔ اسلام کی تہذیب کے اور بہت سے اثرات نے یورپ کی زندگی کو اس کی پہلی چمک دمک سے آراستہ کیا۔''

صفحہ 190 پر مزید لکھتا ہے:

☆ ''ہماری سائنس فقط انقلاب آفریں نظریات کی حیرت انگیز دریافت کے لئے ہی علومِ عرب کی احسان مند نہیں بلکہ سائنس اس سے بھی بڑے احسان کے لئے عربوں کی تہذیب کی مرہونِ منّت ہے اور اصل بات تو یہ ہے کہ وہ خود اپنے وجود ہی کے لئے اس کے زیر احسان ہے۔ دنیائے قدیم یعنی یونانیوں کی تہذیب جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں سائنس سے پہلے کی دنیا تھی۔ یونانیوں کی فلکیات اور ریاضیات دوسرے ملکوں سے درآمد کی ہوئی چیزیں تھیں جن کو یونانی تہذیب کی آب و ہوا کبھی پوری طرح سازگار نہ آسکی۔ اہل یونان حقائق کو منظّم کرتے تھے ان سے

عمومی نتائج اور اصول اخذ کرتے تھے اور نظریات قائم کرتے تھے۔ لیکن تحقیق وتجسّس کے صبر آزما راستے، مثبت علم کی فراہمی، سائنس کے نکتہ رس طریقے، مفصّل اور طویل مشاہدہ اور تجرباتی چھان بین ایسی چیزوں کا اہلِ یونان کی افتادطبیعت سے کوئی سروکار نہ تھا۔ قدیم کلاسیکی دنیا کا علمی کام اگر کسی مقام پر ذرا سا بھی سائنسی تحقیق کے نزدیک پہنچا تو وہ یونانیوں کے دور کا اسکندریہ تھا۔ جسے ہم سائنس کہتے ہیں وہ یورپ میں تحقیق کی ایک ایسی نئی روح اور تجسّس کے ایسے نئے طریقوں یعنی تجربہ، مشاہدہ اور پیمائش اور ریاضیات کی اس قسم کی ترقی کے طفیل ظہور پذیر ہوئی تھی جس سے اہل یونان محض بے خبر تھے۔ اس روح کو اور ان طریقوں کو یورپ میں عربوں نے داخل کیا۔''

صفحہ 188 پر مزید لکھتا ہے:

☆ ''یورپ میں علوم کا احیاء پندرھویں صدی میں نہیں بلکہ اس وقت ہوا جب عربوں اور موروں کی تہذیب کے اثر سے یورپی تہذیب میں زندگی کی نئی روح پھونکی گئی۔ یورپ کی نئی زندگی کا گہوارہ اٹلی نہیں، بلکہ اسپین تھا۔ مدت تک بربریت کی پستیوں میں غرق ہوتے رہنے کے بعد یورپ جہالت اور ذلت کی تاریک ترین گہرائیوں میں پہنچ چکا تھا۔ جب عرب ملکوں کے شہر بغداد، قاہرہ، قرطبہ اور طلیطلہ تہذیب اور علمی مشاغل کے ترقی پذیر مراکز بنے ہوئے تھے ان شہروں میں اس نئی زندگی کا آغاز ہوا جو نوعِ انسانی کے ارتقا کے ایک نئے پہلو کی صورت میں جلوہ افروز ہونے والی تھی۔ اس وقت سے لے کر جب عربوں کی تہذیب کا اثر محسوس ہونے لگا، نئی زندگی حرکت میں آنے لگی۔''

صفحہ 109 پر مزید لکھتا ہے:

☆ ''اگرچہ یورپ کی ترقی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں اسلامی تہذیب کے فیصلہ کن اثر کے نشانات موجود نہ ہوں۔ لیکن یہ اثر کہیں بھی اتنا واضح اور اہم نہیں جتنا کہ اس طاقت کے ظہور میں ہے جو دنیائے جدید کی مخصوص اور مستقل قوت اور اس کی کامیابی کا سب سے بڑا راز ہے یعنی سائنس اور سائنسی طرزِ فکر''۔

3۔ ڈاکٹر محمد رفیع الدین مزید لکھتے ہیں: اسلام اور سائنس، صفحہ 11، 12

لیکن وہ نقطۂ نظر جس کی روشنی میں عرب موجودہ مواد کو کام میں لاتے تھے یونانیوں کے نقطۂ نظر کے بالکل متضاد تھا یہ نقطۂ نظر بعینہٖ وہ چیز مہیا کرتا تھا جس کا فقدان یونانیوں کے ذہن کا

کمزور اور ناقص پہلو تھا۔ یونانیوں کی دلچسپی کا مرکز نظریہ آفرینی اور اصول سازی تھے وہ ٹھوس مشاہداتی حقائق سے بے پرواہ تھے اور ان کو نظر انداز کرتے تھے اس کے برعکس عرب محققین کا ذوق دریافت نظریہ آفرینی سے بے پرواہ تھا اور اس کا مقصود ٹھوس حقائق کو بہم پہنچانا اور اپنی معلومات کو صحت اور کمیت کے معیاروں پر لانا تھا۔ معتبر اور پائیدار سائنس اور ایک ڈھیلے ڈھالے سائنسی ذوق میں جو چیز فرق پیدا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ کہنے والا کیفیت نہیں بلکہ کمیت بیان کرر ہا ہے اور اپنی پیمائش کو ہر ممکن طریق سے درست کرنے کے لئے بیتاب ہے۔ عربوں کا سارا وسیع وعریض سائنسی کام اسی معروضی تحقیق اور کمیتی صحت وصفائی کے ذوق کے زیر اثر انجام پا تا رہا ہے۔

روجر بیکن نے آکسفورڈ اسکول میں ان لوگوں کے جانشینوں کے ماتحت عربی زبان اور عربی سائنس کا علم حاصل کیا تھا۔ نہ روجر بیکن اور نہ ہی اس کا دوسرا ہم نام اس بات کا اہل ہے کہ اسے سائنسی طریق تحقیق کے موجد ہونے کا اعزاز بخشا جائے، روجر بیکن تو محض عیسائی یورپ لئے مسلمانوں کی سائنس کے سفیروں یا پیام رسانوں میں سے ایک تھا اور وہ کبھی یہ کہتے ہوئے نہ تھکتا تھا کہ عربی زبان اور عربی سائنس کا سیکھنا اس کے ہم عصروں کے لئے سچے علم کا ایک ہی راستہ ہے۔ یہ بحثیں کہ سائنسی طریق تحقیق کا موجد کون تھا یورپی تہذیب کا سرچشموں کے بارے میں ایک بہت بڑی غلط بیانی پر مشتمل ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بیکن سے پہلے عربوں کا تجرباتی طریق تحقیق عام ہو چکا تھا اور یورپ بھر میں اس کا تتبع نہایت ذوق وشوق سے کیا جاتا تھا۔''

(جاری ہے)

پریشانی

تذکرہ کرنے سے بڑھتی ہے
صبر کرنے سے ختم ہو جاتی ہے
خاموش رہنے سے کم ہو جاتی ہے
شکر ادا کرنے سے خوشی میں تبدیل ہو جاتی ہے

ازواج النبی ﷺ و ا کے تذکرے میں
جمع مذکر حاضر کی ضمیر کیوں؟

فضل الرحمن عرفانی، خطیب اعلیٰ(ر)

فاضل دارالعلوم حقانیہ، وایم اے اسلامیات

اہل سنت کے نزدیک 'اہل بیت' کی قرآنی اصطلاح میں ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کے اہل خانہ یعنی 'ازواج النبی' مراد ہیں۔ اس لیے کہ سورۃ الاحزاب کی جب یہ آیات نازل ہوئی ہیں تو آپ ﷺ کے گھر میں صرف آپ کی ازواج ہی قیام پذیر تھیں۔ آپ ﷺ کی چاروں بیٹیاں بیاہی جا چکی تھیں اور اپنے شوہروں کے ساتھ رہ رہی تھیں یا وفات پا چکی تھیں۔ اہل سنت کے اس موقف کی وضاحت کے لئے چند تصریحات اس مضمون میں شامل ہیں۔

غزوۂ خندق (5ھ) کے موقع پر سورۃ الاحزاب نازل ہوئی۔ اس کا چوتھا رکوع ذیل میں درج ہے۔ اسے غور سے پڑھیے اور اندازہ فرمایئے کہ یہ تفصیلات کن کے بارے میں ہیں اور تذکرہ کن کا ہے؟

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُن وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا O وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًاO يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًاO وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًاO يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَاتَخْضَعْنَ

بِـالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا O وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِـكُنَّ وَ لَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِـمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الـزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّـمَـا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْـلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا O وَ اذْكُـرْنَ مَـا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِكُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِیْفًاخَبِیْرًا O

ان آیات کا ترجمہ بھی ملاحظہ فرمالیں:

’’اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم حیاتِ دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آ ؤ میں تمہیں مال ومتاع دے دوں اور تمہیں عمدگی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکوکاروں کے لیے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو صریح بے حیائی کرے گی اس کے لیے سزا میں دوگنا اضافہ کر دیا جائے گا اور یہ اللہ کے لیے آسان ہے۔ اور تم میں جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اور نیک عمل کرے ہم اسے اجر بھی دوگنا دیں گے۔ اور اس کے لیے ہم نے باعزت روزی بھی مہیا کر رکھی ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم کسی عام عورت کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم پرہیزگار رہو تو گفتگو میں لوچ نہ اختیار کرو کہ جس کے دل میں مرض ہے وہ للچانے لگے بلکہ ڈھنگ کی بات کرو۔ اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ رہو اور پچھلے دورِ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار نہ کرو بلکہ اقامت صلوٰۃ کرو اور زکوٰۃ ادا کرتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔ دراصل اللہ چاہتا ہے کہ گھر والیو تم سے تمام آلودگیوں کو دور کر دے اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے۔ اور تمہارے گھروں میں جو آیات الٰہی اور حکمت کی باتیں کی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو اللہ بلاشبہ لطیف خبیر ہے۔

سورۂ احزاب کے اس چوتھے رکوع کی یہ سات آیات (28 تا 34) ہیں، ان میں کن قابل احترام خواتین کا ذکر ہے اور ازواج اور نساء سے کونسی عورتیں مراد ہیں۔ آیات پڑھنے کے بعد ہر عالم و عامی یہی جواب دے گا کہ ان میں صرف نبی ﷺ کی ازواج مطہرات ا کا

ذکر ہے اوران آیات میں لسانِ رسالت مآب ﷺ سے اور پھر براہِ راست ان ہی ازواج النبی کو مخاطب کیا گیا ہے۔ پھر آپ کسی سے دریافت کیجیے کہ کیا ان آیات میں کسی جگہ اشارۃً یا کنایتاً حضرت علی h حضرت فاطمہ k حضرت حسن h یا حضرت حسین h کا کہیں کوئی تذکرہ ہے۔ جواب ایک ہی ہوگا کہ ہرگز نہیں۔

سورۂ احزاب کی آیت 33 کے صرف ایک حصے یا جملے کو، پوری مربوط آیت اور سیاق و سباق سے علیحدہ کرکے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس خاص حصے کا ازواج النبی یا نساء النبی سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ حضرات علی، فاطمہ، حسن، حسین j کی شان میں نازل ہوا ہے اور اہل بیت سے یہی مراد ہیں۔ حالانکہ اس وقت حضرت علی h کی پہلوئی بیٹی حضرت اُمّ کلثوم بھی حیات تھیں (جو بعد میں حضرت عمر h کے نکاح میں آئیں) اور حضرت حسین h پیدا ہی نہیں ہوئے تھے (ولادت 8ھ)۔ اس کے بعد اگلی آیت 34 میں دوبارہ ازواج النبی کو مخاطب کیا گیا ہے۔

ظاہر ہے اس قسم کی بے ربط اور بے جوڑ تفسیر میں کوئی علمی دلیل نہیں ہے۔

آیت کے اس ٹکڑے کا نام ''آیت تطہیر'' رکھا گیا ہے حالانکہ یہ آیت نہیں پوری آیت کا ایک ٹکڑا ہے اور اسے آیت تطہیر کہنا ہی صحیح نہیں ہے۔ آیت تطہیر پوری آیت ہے جس کی مخاطب اُمہات المومنین ہیں اور دوسرا کوئی بن ہی نہیں سکتا۔

رکوع کی ابتدائی آیت ''آیت تخییر'' کہلاتی ہیں، جس میں ازواج مطہرات کو اختیار دیا گیا ہے کہ یا تو تم حیاتِ دنیا اور اس کی زینت کو اختیار کرکے شرفِ زوجیت سے الگ ہوجاؤ یا اللہ، رسول ﷺ اور دارِ آخرت کو اختیار کرکے اجرِ عظیم کی حقدار بن جاؤ۔ ظاہر ہے کہ ان سب نے بالاتفاق دوسری چیز کو اختیار کیا۔ اگر پہلی چیز کو اختیار کرتیں تو زوجیت نبوی سے یکسر محروم ہوجاتیں۔ اس وضاحت سے مقصود یہی ہے کہ جن ازواج النبی l کے لیے آیت تخییر ہے انہی ازواج النبی کے لیے یہ پوری آیت تطہیر بھی ہے۔

اب آیئے قرآن مجید کے دیگر مقامات سے چند شواہد پیش کرتے ہیں جن سے بات واضح ہوجائے گی۔

سورۂ ہود کے ساتویں رکوع میں ہے کہ حضرت ابراہیم d کے پاس فرشتے آتے

ہیں وہی فرشتے حضرت لوط d کی قوم پر عذاب کا پروانہ لے کر جاتے ہیں، حضرت ابراہیم خلیل اللہ d بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت بطور تواضع پیش کرتے ہیں لیکن وہ نہیں کھاتے۔اس وقت وہ آپ کو بیٹے کی خوشخبری سناتے ہیں۔آیت 69 سے 72 تک کا ترجمہ ملاحظہ فرمالیجیے۔

حضرت ابراہیم d کی بیوی (سارہ) کھڑی تھیں بس وہ ہنس پڑی تو ہم (اللہ) نے (انہی فرشتوں کے ذریعے) انہیں اسحاق اور اسحاق کے بعد یعقوب کی بشارت دی۔وہ کہنے لگیں کیا مجھے اولاد ہوگی اور وہ بھی ایسی حالت میں کہ میں بڑھیا ہوں اور میرا یہ شوہر (ابراہیم) بھی بوڑھا ہو چکا ہے۔فرشتوں نے کہا کہ اللہ کے حکم پر تم تعجب کرتی کررہی ہو اے (ابراہیم کی) اہل بیت؟ تم پر اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں نازل ہوں وہ بلاشک حمید و مجید ہے

غور فرمائیں...... بیوی ابھی صاحب اولاد نہیں ہے اور اسے اہل بیت کے لفظ سے مخاطب کیا جارہا ہے۔کیونکہ اصلاً بیوی ہی اہل بیت ہوتی ہے۔

غیر مسلم اور بعض مسلمان اہل علم حضرات بھی اس آیت کو دیکھ کر خاموش ہو جاتے ہیں کیونکہ اس میں بڑی وضاحت سے صرف بیوی کو (جس سے ابھی تک کوئی اولاد نہیں ہے) اہل بیت کہا گیا ہے اور اس سے گریز کے لیے یہاں کوئی قرینہ بھی نہیں ہے۔یہاں اہل بیت کے معنی بیوی لینے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔یہاں یہ تسلیم کرتے ہیں تو سورۃ الاحزاب کی آیت 33 میں ازواج النبی ہی کو اہل بیت ماننا عقل فطرت کی سلامتی کا لازمی تقاضا ہے۔

جب اور کوئی دلیل نہ رہی تو عربی زبان کا یہ نکتہ سامنے رکھتے ہیں کہ دیکھئے سورۃ الاحزاب کے پورے رکوع میں جہاں بھی ازواجِ رسول ﷺ کے لیے ضمیریں آئی ہیں وہ سب کی سب مؤنث ہیں اور جمع کی ہیں اور یہ تعداد میں بیس ہیں لیکن آیت تطہیر کے اس ٹکڑے میں تو ازواج مطہرات کا کوئی تذکرہ نہیں بنتا اس لیے کہ اس میں 'کم' کی ضمیریں ہیں اور یہ جمع مذکر کی ضمیر ہے لہٰذا یہ ذکر حضرات علی، حسن، حسین کا ہی بنتا ہے۔یعنی جنھیں رسول اکرم ﷺ نے چادر اڑھا کر اللّٰھم ھوء لاء اھل بیتی فرمایا تھا جمع مذکر مخاطب کی ضمیریں انہیں کے لیے آسکتی ہیں۔ازواج کے لیے یہ ٹکڑا ہوتا تو عنکم اور یطھرکم کی بجائے عنکن اور یطھرکن ہوتا۔ظاہر تو یہ ایسی وزنی دلیل معلوم ہوتی ہے جس کا اس رکوع میں کوئی جواب نہیں۔

آیئے ذرا اہل عرب میں لفظ 'اہل' کے لیے 'کُمْ' کی ضمیر کے استعمال کو دیکھتے ہیں۔

عربی زبان کا ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ لفظ اہل جس کے لیے آتا ہے خواہ وہ واحد ہو، تثنیہ ہو، جمع ہو، مذکر ہو مؤنث ہو کچھ بھی ہو جب لفظ اہل سے اسے یاد کریں گے تو لفظ اہل کی رعایت سے اس کے لیے ہمیشہ جمع مذکر مخاطب ہی کی ضمیر آئے گی۔ پورے کلامِ عرب میں اس کے خلاف کوئی مثال نہ ملے گی۔ سب سے پہلے قرآن کو دیکھئے۔

☆ سورۂ ھود کی آیت 73 میں صرف ایک عورت سے فرشتے مخاطب ہیں اور واحد مؤنث حاضر ہی کے صیغے سے مخاطب کر کے کہتے ہیں اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ لیکن اس کے بعد ہی اس جملے میں جب لفظ اہل بیت کہہ کر مخاطب کرتے ہیں تو اسی آن صیغہ بدل جاتا ہے "رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ" یہاں فرشتے علیكِ نہیں فرماتے کیونکہ اس کا مرجع لفظ اہل ہے۔

☆ اسی طرح حضرت موسیٰ d اپنی بیوی کو ساتھ لے کر وادیٔ سینا میں پہنچتے ہیں تو دور سے روشن آگ دیکھ کر اپنی بیوی سے فرماتے ہیں:

اِذْ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا .... لَعَلِّیْٓ اٰتِيْكُمْ .... لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ

جب اپنی بیوی سے فرمایا: ٹھہرو، میں نے آگ دیکھی ہے...... ......شاید میں تمارے پاس آگ لے کر آؤں............تاکہ تم آگ سینکو'

یہاں پر ہر جگہ جمع مذکر مخاطب کا صیغہ آیا ہے امْكُثِیْ نہیں امْكُثُوْا، اٰتِيْكِ نہیں اٰتِيْكُمْ ہے لَعَلَّكِ تَصْطَلِيْنَ نہیں لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْن ہے۔ یہ جمع مذکر مخاطب کی ضمیریں صرف لفظ 'اہل' کی رعایت سے لائی گئی ہیں۔

☆ سورۃ القصص میں حضرت موسیٰ d ایک شیرخوار بچے کی حیثیت سے فرعون کے گھر میں پہنچتے ہیں اور فرعون کی بیوی کو کسی ایسی انا کی تلاش ہوتی ہے جس کا دودھ بچہ پی لے تو حضرت موسیٰ کی بہن کہتی ہے: هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓی اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ

☆ ایک شاعر زبیدہ خاتون کی مدح میں (نہر زبیدہ کے بعد) کہتا ہے:

؎ یا اهل بیت خلیفة الله الغنی   بالله انتم زبدة النسوان

یعنی اے خلیفۃ اللہ کی بیوی! تم تو عورتوں کا مکھن (خلاصہ) ہو

یہاں ایک عورت ہی مخاطب ہے لیکن لفظ 'اہل' سے مخاطب ہونے کی وجہ سے انتِ نہیں انتم جمع مذکر مخاطب کی ضمیر لائی گئی ہے۔

اگر لفظ اہل مذکور نہ ہو محذوف ہو مخاطب صرف عورتیں ہوں جب بھی ان کو جمع مذکر مخاطب کے صیغے سے یاد کرنا درست ہے۔ اس کی چند مثالیں احادیث نبوی سے لیجیے یہ سب مثالیں بخاری شریف میں موجود ہیں۔

☆ رسول اکرم ﷺ جب غارِ حرا سے گھر تشریف لائے تو گھر کے اندر آپ کی زوجہ جناب خدیجہ k موجود تھی، رسول اکرم ﷺ صرف حضرت خدیجہ سے مخاطب ہو کر بصیغہ جمع مذکر مخاطب فرماتے ہیں: زَمّلُوْنِیُ زَمّلُوْنِیُ (مجھے چادر اوڑھ دو) بظاہر زَمِلِیْنِیُ ہونا چاہیے تھا۔

مرضِ وفات میں رسول اکرم ﷺ کو جب تیز بخار ہوا تو رسولِ اکرم ﷺ نے ازواج سے مخاطب ہو کر فرمایا: ھریقوا علی سبع قرب لم تحلل اوکیتھن......الخ (مجھ پر سات لبریز مشکیزے انڈیل دو......) بظاہر عورتوں سے خطاب کی رعایت سے جمع مؤنث کا صیغہ ھریقین ہونا چاہیے لیکن رسول اکرم ﷺ نے مذکر کا صیغہ ھریقوا استعمال فرمایا۔

☆ ہیت نامی ایک مخنث کو بعض ازواج مطہرات کے پاس بیٹھا دیکھ کر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: لایدخلن ھذا علیکم "یہ تمھارے پاس نہ آیا کرے"

یہاں اس سے پردے کا حکم صرف عورتوں کو دینا مقصود تھا لیکن ان کو علیکن (بصیغہ جمع مونث حاضر) نہیں بلکہ جمع مذکر حاضر علیکم فرمایا۔

اوپر درج حوالہ جات میں ایک یا ایک سے زیادہ عورتوں کے لیے جمع مذکر کا صیغہ آیا ہے یہاں لفظ اہل سے بھی خطاب نہیں ہے لہٰذا لفظ اہل کے ساتھ تو واحد مؤنث یا جمع مؤنث کا صیغہ آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ لفظ اہل کے لیے ہمیشہ جمع مذکر مخاطب کی ضمیر لائی جاتی ہے۔ کوئی آیت قرآنی، کوئی حدیث نبوی ﷺ ایسی نہیں ہے، جس میں لفظ اہل کے لیے جمع مذکر مخاطب کے سوا کوئی دوسرا صیغہ لگایا گیا ہو۔ خواہ یہ لفظ واحد کے لیے آئے یا تثنیہ کے لیے یا جمع کے لیے یا مؤنث کے لیے۔ نیز 'اہل بیت' کے الفاظ سے صرف نظر کیجیے صرف ایک لفظ 'اہل' بھی بیوی

کے معنی میں کثرت سے عربی زبان میں مستعمل ہے۔قرآن وحدیث وفقہ ولغت کی کتب میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔مثلاً اہل الرجل (بیوی)۔خلاصہ یہ ہے کہ لفظ اہل جب بیت کے ساتھ مل کر آئے تو اصلاً اس کے معنی صرف بیوی کے ہوتے ہیں۔اہل کے معنی میں والا یا والے اہل علم (علم والے) اہل حدیث (حدیث والے) اہل القرآن (قرآن والے) اہل فقہ (فقہ والے) اسی طرح 'اہل بیت' گھر والے اور کون نہیں جانتا کہ گھر والے سے کون مراد ہوتا ہے یعنی بیوی۔

آیت تطہیر (مکمل آیت 33) میں اہل بیت سے نبی ﷺ کے گھر والوں کے سوا اور کوئی مراد نہیں ہوسکتا۔نبی کے گھر وہی تھے جن میں نبی کی بیویاں تھیں انہی گھروں کو ازواج النبی کا گھر کہا ہے۔بیٹی یا داماد کے گھر کو اہل بیت کہہ کر مخاطب نہیں کیا گیا۔

اہل سنت کے اس موقف کے علاوہ دوسرا نقطہ نظر رکھنے والے حضرات عام طور پر ان آیات میں سے ایک آیت کا حصہ الگ کر کے اس کا مخاطب حضرت علی h، حضرت فاطمہ k اور ان کی اولاد میں سے بھی حضرت اُمّ کلثوم k کو چھوڑ کر صرف حضرات حسنین i کو سمجھتے ہیں۔ان کے دلائل ان کے پاس ہوں گے۔ہمارے نزدیک حدیث کساء کا نہ یہ موقع محل ہے اور نہ ہی اس کا مضمون مذکورہ رکوع کی آیات کے مضمون سے ہے کوئی مناسبت نہیں رکھتا ہے۔

قرآن مجید میں سورۃ آل عمران میں نجران کے وفد کے ساتھ مباہلہ کے ضمن میں جس چیلنج اور دعوتِ مباہلہ کا ذکر ہے۔یہ 9ھ یعنی عام الوفود کا واقعہ ہے۔اس آیت میں تذکرہ ہے کہ تم خود بھی آؤ اپنی 'نساء' اور 'ابناء' کو بھی لے آؤ۔یہ دعوتِ مباہلہ صرف چیلنج ہی رہا مباہلہ منعقد نہ ہوا۔ تاہم ابناؤ کم کے ضمن میں آپ ﷺ کا بیٹا حضرت ابراہیم h (ولادت 08ھ وفات 10ھ) حیات تھا، اس کو لایا جاسکتا تھا، نہ کہ بیٹی داماد اور نواسوں کو۔آپ ﷺ کے داماد حضرت عثمان h اور حضرت علی h کی فضیلت اپنی جگہ، آپ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ k کی فضیلت تسلیم، حضرت فاطمہ k کی ساری اولاد (j) کی فضیلت سر آنکھوں پر مگر بے موقع ان کو کسی واقعے میں شامل کر دینا اور کسی آیت کا مصداق بنا دینا علمی بددیانتی ہے۔

قرآن اکیڈمی جھنگ میں
ایک تعارفی نشست
اور تقریب رونمائی

انجینئر عبداللہ اسماعیل

مدیر حکمت بالغہ، انجینئر مختار حسین فاروقی کی کتاب جنوبی ایشیا میں مسلم بیداری کے سو سال گزشتہ سال فروری 2012ء میں طبع ہو کر اہل علم اور دانشور حضرات تک پہنچی۔ یہ مضامین پہلے حکمت بالغہ کے صفحات میں شائع ہو کر قارئین حکمت بالغہ کی نظروں سے گزر چکے تھے۔

اس کتاب پر بہت سے دوستوں، اہل علم اور معاصر جریدوں نے تبصرے لکھے اور شائع ہو کر اس کتاب کے تعارف کا سبب بنے۔ تاہم بعض بہی خواہوں کے اصرار پر اس کتاب کی تعارفی نشست اور تقریب رونمائی کا تقاضا تھا اس کے لئے قابل احترام جناب ڈاکٹر طالب حسین سیال صاحب، مولانا محمد انور چیمہ صاحب، رائے اعجاز بھٹی صاحب وغیرھم نے بھی سعی فرمائی اور انگریزی محاورے "BETTER LATE THAN NEVER" کے مصداق بالآخر ایک ہفتے کے 'نوٹس' پر یہ متوقع تقریب 12 فروری 2013ء کو قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوئی۔

اس تقریب کی ایک مختصر رپورٹ قارئین حکمت بالغہ کی دلچسپی کے لئے پیش خدمت ہے۔ اس تقریب کے لئے جناب رائے اعجاز بھٹی صاحب کی کوششوں سے عزت مآب جناب اوریا مقبول جان صاحب نے آنے کا وعدہ فرمایا اور جناب ڈاکٹر طالب حسین سیال کی مساعی سے ڈاکٹر محمد سہیل عمر صاحب ڈائریکٹر اقبال اکادمی، ایوانِ اقبال لاہور نے شرکت کی حامی بھر لی۔ قرآن اکیڈمی لاہور سے مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے صدر جناب ڈاکٹر ابصار احمد

صاحب، سابق صدر شعبہ فلسفہ P.U لاہور (جو کہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمہ اللہ کے برادر خورد ہیں) نے بھی شرکت کا وعدہ فرمایا۔ جھنگ میں مقامی پوسٹ گریجویٹ ڈگری کالج کے سابق پرنسپل جناب حسن محمود اقبال صاحب نے بھی رضا مندی کا اظہار فرمایا۔ معروف روحانی شخصیت سیّد مظفر شاہ صاحب آف سوات غیر متوقع طور پر تشریف لائے اور شرکت فرمائی۔

یہ تقریب قرآن اکیڈمی میں نمازِ ظہر (1:15 بجے) کے بعد شروع ہوئی۔ حسب پروگرام 1:30 بجے تا 2:00 بجے آنے والے مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ اس دوران مہمانوں اور مدعووین کا سلسلہ جاری رہا۔ اس دوران فون پر رابطہ کرنے پر معلوم ہوا کہ مہمان خصوصی اسلام آباد سے آرہے تھے ان کی گاڑی میں خرابی کے باعث وہ دو بجے سے قبل کی بجائے 2:30 بجے تک پہنچ سکیں گے۔

جناب رائے اعجاز بھٹی نے ایک دوسری ناخوشگوار خبر یہ سنائی کہ جناب اوریا مقبول جان صاحب گزشتہ رات اپنی والدہ کی اچانک طبیعت کی ناسازی کے باعث تشریف نہیں لاسکیں گے۔

اس تذبذب میں تقریب کی کارروائی 2:00 (بجے دوپہر) کی بجائے 20 منٹ تاخیر سے شروع ہوسکی۔

☆ انجمن خدام القرآن جھنگ (جس کے تحت قرآن اکیڈمی کی سرگرمیاں جاری ہیں) کے صدر اور کتاب کے مصنف انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب نے تقریب کی نقابت کی ذمہ داری ادا کی۔

☆ تقریب کا آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کلامِ پاک کی سعادت حافظ مبشر صاحب نے حاصل کی۔ سورۃ انفال کے تیسرے رکوع کی آیات تلاوت کی گئیں۔

☆ تلاوت کے بعد سیدنا حضرت محمد ﷺ کی شان میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے معروف نعت خواں جناب عبدالحمید چشتی صاحب تشریف لائے اُنہوں نے مولانا ظفر علی خان کی نعت

ے دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو

پیش کی اور اپنے مخصوص انداز سے محفل پر سوز و گداز کی کیفیت پیدا کر دی۔

☆ انجینئر مختار فاروقی صاحب نے اس تقریب کی مناسبت سے ابتدائی کلمات کہے۔

قرآن اکیڈمی کا ادارہ انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ کے زیر اہتمام قائم ہے اور گزشتہ ایک عشرہ سے جدید تعلیم یافتہ حضرات میں قرآن مجید اور اس کی تعلیمات کو عام کرنے کی سعی کر رہا ہے۔

قرآن اکیڈمی میں ایک مسجد (جہاں جمعہ و نماز با جماعت باقاعدگی سے ہوتی ہے) لائبریری، عربی کلاسیں، 'پھر سوئے حرم لے چل' کورسز، خواتین ہال جس میں خواتین کے لئے ہفتہ وار تربیتی نشستیں ہوتی ہیں اور ایک وسیع آڈیٹوریم ہے (جس کی گنجائش 500 افراد کی ہے) علاوہ ازیں رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں تراویح کے ساتھ پورے قرآن مجید کا ترجمہ ہوتا ہے۔

انجمن کے مقاصد کے فروغ کے لئے قرآن اکیڈمی جھنگ سے ایک ماہانہ جریدہ حکمت بالغہ (MATURE WISDOM) کے نام سے جنوری 2007ء سے جاری ہے 2010ء میں پاکستان کے عوام بالخصوص نوجوانوں میں بے مقصدیت اور اسلام و پاکستان کے بارے میں مایوسی کی کیفیت کے پیش نظر ایک سلسلہ مضامین شروع ہو کر اختتام پذیر ہوا جس میں موجودہ عالمی اور علاقائی مایوس کن حالات میں اُمت مسلمہ کی بالعموم اور جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی بالخصوص گزشتہ ایک صدی کی کامرانیوں (ACHIEVEMENTS) کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ قوموں کی زندگی میں ایک صدی کا عرصہ زیادہ عرصہ نہیں ہے تاہم انھوں نے گزشتہ اس صدی (1910ء_2010ء) میں بے مثال کامیابیاں حاصل کی ہیں، جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔

ان تمہیدی کلمات کے بعد جھنگ کے معروف دانشور پروفیسر حسن محمود اقبال صاحب (سابق پرنسپل گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج جھنگ) کو دعوتِ خطاب دی گئی۔ موصوف اپنی پیرانہ سالی کے باوصف اس تقریب کے لئے تشریف لائے تھے اُنہوں نے اپنے مخصوص انداز میں کتاب اور 'صاحب کتاب' کے ساتھ ساتھ قرآن اکیڈمی کا تعارف کرایا اور علامہ اقبال کے اس شعر کے مصداق

ے اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

جھنگ میں قرآن اکیڈمی کی خدمات اور اس کتاب کے فراہم کردہ ملّی جذبہ کو سراہا۔

☆ اس دوران مہمانانِ خصوصی جناب ڈاکٹر طالب حسین سیال صاحب اور جناب

ڈاکٹر محمد سہیل عمر صاحب تشریف لے آئے اور تقریب میں رونق افروز ہوئے۔

☆ انجینئر مختار فاروقی صاحب نے فرمایا کہ ایک صدی قبل پہلی جنگ عظیم کے بعد دنیا کا کوئی مسلم اکثریت کا علاقہ آزاد نہیں تھا۔ مغربی طاقتوں کی غلامی تھی اور مسلمان اُمت سخت ترین زوال سے دوچار تھی۔ اگلے دو عشروں میں ایسا ملّی جذبہ پیدا ہوا کہ پہلے 1947ء میں پاکستان وجود میں آ گیا اور بعد ازاں مسلم ممالک کے آزاد ہونے کی ایک روچل پڑی اور چھ عشروں میں اب تقریباً 60 آزاد مسلم ممالک دنیا کے نقشے پر موجود ہیں۔ بعض علاقے جیسے کشمیر اور فلسطین عالمی استعمار کے قبضے میں ہیں اور UNO کی واضح جانبداری کی وجہ سے اب تک 'متنازعہ' علاقے شمار ہوتے ہیں۔ تاہم اُمت مسلمہ کے لئے مغربی استعماری طاقتوں سے آزادی بھی بہت بڑی کامیابی ہے اور اب اُمت مسلمہ مکمل طور پر بیدار ہو چکی ہے اور نہ صرف اپنے پاؤں پر کھڑی ہو رہی ہے بلکہ زوال پذیر عالمی مغربی استعمار کی نظروں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہے۔ جیسے ابلیس کی مجلس شوریٰ میں ہے۔

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس اُمت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو

اس کتاب میں اُمت مسلمہ کی ایک صدی کی اسی جذباتی اور واقعاتی اُٹھان کا تذکرہ ہے جو مسلمان نوجوانوں کو نیا جذبہ اور ولولہ دینے والا ہے۔

☆ اس کے بعد سٹیج سے جناب ڈاکٹر طالب حسین سیال صاحب کو دعوت خطاب دی گئی موصوف بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں اقبالیات کے شعبہ کے سربراہ ہیں اور سرزمین جھنگ سے تعلق رکھتے ہیں۔

☆ ڈاکٹر طالب حسین سیال صاحب تشریف لائے اور حاضرین کے قلب و ذہن پر اپنے مسحور کن انداز سے ایسے چھا گئے کہ سب محظوظ ہوتے رہے۔

☆ اب جانِ محفل، ''جنوبی ایشیا میں مسلم بیداری کے سو سال (1910ء_2010ء) کی تقریب رونمائی'' کے مہمانِ خصوصی جناب ڈاکٹر محمد سہیل عمر صاحب ڈائس پر تشریف لائے اور نرم دم گفتگو گرم دم جستجو والی کیفیت سے شرکاء کو اُمت مسلمہ کے مسائل پر سوچنے کا راستہ دکھا گئے۔ آپ نے فرمایا کہ قوموں کے مصلحین ہمیشہ مشکل لمحات میں بھی مایوس کن حالات کا تجزیہ، آئندہ کا

لائحہ عمل اوراس کا طریق کار واضح کرتے آئے ہیں۔ آج سے ایک صدی قبل مسلم اُمت غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔ مزید برآں مغربی استعماری طاقتوں نے چونکہ زیادہ تر حکومتیں مسلمانوں سے ہی چھینی تھیں لہٰذا وہ دوسری قوموں کو اپنے ترجیحی سلوک سے اُٹھا رہے تھے جبکہ مسلمان اُمت کو ایک 'انجانے خوف' کی وجہ سے ہر جائز و ناجائز ممکن طریقے سے جابرانہ ہتھکنڈے استعمال کرکے دبا رہے تھے۔

علامہ اقبال وہ شخصیت ہیں جنھوں نے مسلمانوں کی کسمپرسی، زبوں حالی اور نکبت و ادبار پر غور کیا اور حالات کی سنگینی کا جائزہ لیا چنانچہ شکوہ میں ارشاد ہوا ہے

عہدِ نو برق ہے، آتش زنِ ہر خرمن ہے　　ایمن اس سے کوئی صحرا نہ کوئی گلشن ہے
اس نئی آگ کا اقوامِ کہن ایندھن ہے　　ملت ختم رسلؐ شعلہ بہ پیراہن ہے
آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

پھر اس زوال کی نہ صرف وجہ بھی بتائی کہ

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

بلکہ نشان منزل بھی عطا فرمایا۔ مصلحین اُمت کے ایسے تجزیہ، تشخیص اور استدلال سے اختلاف تو کیا جاسکتا ہے تاہم عوام ہمیشہ رجائیت پسندی کی طرف زیادہ میلان رکھتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں حالات کا ایک تجزیہ اور اُمت مسلمہ کی گزشتہ ایک صدی کی کامیابیوں اور کامرانیوں کا تذکرہ ایک رجائیت پسند انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

☆ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ــــــ جنوبی ایشیا کے مسلمانوں نے شکوہ (1911ء) اور جواب شکوہ (1913ء) جیسی نظموں سے بیدار ہوکر زوردار تحریک خلافت برپا کردی، مسلم لیگ کا ساتھ دیا تحریک پاکستان کو آگے بڑھایا اور برطانیہ کو جنوبی ایشیا سے رخصت کردیا ــــــ یہ واقعہ برطانیہ کے زوال کا باعث بن گیا۔

اسی خطہ کے مسلم عوام نے گزشتہ صدی کی آٹھویں دہائی میں USSR کو شکست وریخت

سے دوچار کردیا اور صرف 20 سال بعد واحد عالمی سپر پاور USA کو بھی دس سالہ افغان جنگ سے منہ لٹکائے جنگ بندی کے یک طرفہ اعلان اور سامان کی واپسی کے انتظامات پر مجبور کر دیا ہے۔

☆ انجینئر مختار فاروقی صاحب نے آخر پر صدرِ مجلس ڈاکٹر ابصار احمد صاحب کو صدارتی خطاب کی دعوت دی۔

ڈاکٹر ابصار احمد صاحب نے عالمی سطح پر مسلم اُمت کے حالات اور اس کی بیداری کے لئے کی جانے والی کوششوں کا تذکرہ فرمایا نیز اس سلسلے میں بعض مایوس کن عوامل کا تذکرہ بھی کیا۔ مجموعی طور پر اُنہوں نے زیرِ نظر کتاب کو مسلم یوتھ (MUSLIM YOUTH) کے لئے راہ عمل کی وضاحت کرنے والی اور حوصلوں کو مہمیز دینے والی کتاب قرار دیا۔

☆ اب وقت عصر کی نماز کا ہو رہا تھا۔

☆ انجینئر مختار فاروقی نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور ادارے کی طرف سے اور شرکاء کی طرف سے مہمانانِ گرامی کی جھنگ تشریف آوری کا بھی شکریہ ادا کیا۔

اس تقریب کے پورے دورانیے میں سیّد مظفر شاہ صاحب آف سوات نہ صرف موجود رہے بلکہ حاضرین کی نگاہوں اور توجہ کا مرکز بنے رہے اور اخباری رپورٹوں میں بھی نمایاں نظر آئے۔

☆ مختصر دُعا پر اس پروقار تقریب کا اختتام ہوا۔ مہمانانِ گرامی نے 'مہمانوں کی کتاب' میں اپنے تاثرات قلمبند فرمائے۔ نمازِ عصر کے بعد باہمی ملاقاتوں، تعارف، آٹوگراف اور میڈیا کیمروں کی روشنیوں میں یہ تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ قریب و دور سے آئے شرکاء اور مہمانان واپسی کا سفر اختیار کر گئے اور کارپردازان قرآن اکیڈمی کو کسی اور ایسی ہی روح پرور تقریب کی تیاریاں شروع کر دینے کا عندیہ دے گئے گویا سب زبان حال سے یہی کہہ رہے تھے:

؎ مہرباں ہو کے بلا لو مجھے جس وقت بھی چاہو
میں گیا وقت بھی نہیں کہ پھر آ نہ سکوں

مدیر کے نام

1۔مولانا الطاف الرحمٰن بنوی اُستاد جامعہ امداد العلوم پشاور

آپ کی مہربانی ونوازش سے حکمت بالغہ کا ہر شمارہ بروقت ملتا رہتا ہے اور اگر کبھی کبھار کسی وجہ سے تھوڑی بہت تاخیر ہو جاتی ہے تو فکر مندی لاحق ہو جاتی ہے وجہ یہ ہے کہ چند ایک دوسرے رسالوں کی طرح یہ جریدہ بھی عام طور پر نئی نئی نکتہ افرینیوں پر مشتمل ہوتا ہے خاص طور پر قرآنی آیات اور حدیثی روایات کی عہد جدید میں تطبیقات میں تو یہ سب سے ممتاز نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید نور بصیرت سے مالا مال فرمائے۔فروری کے شمارہ میں آپ کے دونوں مضامین ''ختم نبوت'' اور ''مسلم دور اقتدار اور سائنس'' خاصے دلچسپ اور چشم کشا ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی دینی اور علمی سرگرمیوں کو مزید وسعت اور تاثیر عطا فرمائے تاکہ مخلوق خدا اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا چونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے سو اس میں کسی بھی شک وشبہ کی گنجائش تو ہرگز نہیں لیکن آپ کی علمی فتوحات کو دیکھ کر تو یہ ایک پیش پا افتادہ حقیقت بن کر سامنے آتا ہے قرآن وتاریخ سے یہ اعتناء ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا اثر کہلایا جا سکتا ہے اور یہ چیز دونوں کے لئے دنیا وآخرت میں تمغۂ امتیاز قرار پانے کی پوری پوری صلاحیت رکھتی ہے۔ہم بجا طور پر آپ دونوں سے تعلق خاطر اور عقیدت ومحبت کو اپنے لئے سرمایہ آخرت سمجھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کے علم اور قلم دونوں میں برکت عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

2۔ شمس الحق اعوان صاحب مرکزی معاون (برائے خصوصی پراجیکٹ) تنظیم اسلامی، اسلام آباد

آپ کے ادارے قرآن اکیڈمی جھنگ کا رسالہ 'ماہنامہ حکمت بالغہ' ہر ماہ باقاعدگی سے موصول ہورہا ہے۔ بلاشبہ یہ جریدہ جدید تعلیم یافتہ افراد کے لئے اعلیٰ سطح پر قرآنی تعلیمات پیش کرتا ہے۔ زیر نظر حکمت بالغہ ماہ ستمبر 2012ء کی خصوصی اشاعت ''یاجوج ماجوج نمبر' ہے جو کہ انتہائی دلچسپ موضوع پر ایک اچھوتا اور تحقیقی مقالہ ہے۔ قوموں کے عروج وزوال کی تاریخ اصلاً اخلاقی مسلّمات کے اُتار وچڑھاؤ کی تاریخ ہے۔ کوئی قوم جب تک اعلیٰ اقدار کی حامل رہتی ہے نوعِ انسانی کی خدمت بجالاتی ہے سربلند وسرفراز رہتی ہے جونہی کردار کے بجائے گفتار ان کا وطیرہ بن جاتا ہے اپنے ہی ہم نشینوں کو لوٹنا اور ذلیل کرنا فطرتِ ثانیہ بن جاتی ہے تو قانونِ قدرت جوش میں آجاتا ہے نتیجتاً عروج وزوال میں بدل جاتا ہے کیونکہ ۔

فطرت افراد سے اِغماض بھی کر لیتی ہے کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو کبھی معاف

آپ نے بے جان عناصر یعنی سڑکوں اور مکانوں کی تعمیر وترقی کے منصب کو ترک کر کے جاندار عناصر کی، تعمیر وترقی کا فریضہ سرانجام دینے کا جو راستہ اختیار کیا ہے اس کی لازمی ضرورت تھی کہ بالغ نظر اصحاب کی صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے لیے حکمت بالغہ نکالتے۔

دجال، یاجوج ماجوج اور قیامت کبریٰ وہ لابدی حقیقتیں ہیں جو تمام قوموں اور مذاہب کی تعلیمات میں پائی جاتی ہیں ہر مذہب نے اپنے اپنے انداز میں ماحول اور شعور کے مطابق اپنے پیروکاروں کو ان سے آگاہ کیا ہے تاکہ بروقت تدارک کرسکیں۔ اگر ہم آپ کے اس موضوع کو صرف علمی اور معلوماتی انداز ہی میں نہ لیں بلکہ قبل از وقت وارننگ اور اس THREAT کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کا سوچیں تو صحیح حق ادا ہوگا۔ آپ نے تو صرف توجہ دلائی ہے اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں اس کا ذکر کر کے اشارہ دے دیا ہے کہ ایسے حالات میں پیش بندی کرنا نہ صرف تاریخی حقائق کا ادارک کرنا ہے بلکہ ایک دینی فریضہ ہے کیونکہ اُصولِ قدرت ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ (13-11)

اس خصوصی نمبر کے مضامین پر نگاہ ڈالیں تو بین السطور اس میں علم وحکمت کے بے شمار موتی نظر آئیں گے صفحہ 40 پر سید مناظر احسن گیلانی m کی معرکہ آراتحریر نقل کی گئی ہے کہ ''ہر چیز کے جاننے کا قدرت ہی نے ایک خاص ذریعہ مقرر کر دیا ہے آواز کو ہم آنکھوں سے یا رنگ کو

ہم کانوں سے جاننا چاہیں گے تو کیا کامیاب ہو سکتے ہیں؟ پھر زندگی کے بنیادی سوالوں کے حل اور ان کے جوابات کے جاننے کی جو قدرتی راہ ہے یعنی وحی و نبوت، اس سے محروم رہ کر صرف حواس و عقل کے زور سے کوئی قطعی غیر مشکوک فیصلہ ان سوالوں کے متعلق اپنے اندر کیسے پا سکتا ہے۔''

گیلانی صاحب m کی یہ منطقی دلیل عالم اسباب میں برہان قاطع ہے جسے یاد دلانے پر ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔ افغان قوم کے تاریخی جائزے نے روئے ارضی پر نسل انسانی کا پھیلاؤ کے باب میں اس حقیقت کو الم نشرح کیا ہے کہ حقیقی انسان روحانی وجود اور مادّی وجود کا مجموعہ ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ مادّی وجود کو چھوڑ کر اگلی منزل پر گامزن ہو جاتا ہے یہ اس کی اصل زندگی نہیں بلکہ اصل زندگی اس کے بعد شروع ہوگی۔ بقول علامہ اقبال ؔ

آشکارا ہے یہ اپنی قوتِ تسخیر سے گرچہ اِک مٹی کے پیکر میں پنہاں ہے زندگی

ہم اس موضوع کو آگے بڑھاتے ہوئے توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ انسان کی یہ پہلی زندگی ہے اور نہ ہی آخری۔

سفرِ زندگی ماضی پہلی زندگی: عالم ارواح، جنت دوسری زندگی: زمین کا چکنا گارا

تیسری زندگی: باپ کا نطفہ چوتھی زندگی: ماں کا پیٹ

حال پانچویں زندگی: حیاتِ دنیوی

مستقبل چھٹی زندگی: عالم برزخ/قبر ساتویں زندگی: میدانِ حشر

آٹھویں زندگی: دائمی زندگی_____جنت یا جہنم

اناللہ وانا الیہ راجعون_____اسی منزل کی یاددہانی ہے۔

آپ کا اندازِ تحریر ایسا ہے کہ عام فہم انداز میں بڑے بڑے دقیق موضوعات پر سیر حاصل گفتگو کر جاتے ہیں جس سے ہم جیسے طالب علموں میں حرارتِ رندانہ پیدا ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ روحانی اور جسمانی وجود کے مجموعہ انسان کے سفرِ حقیقی کی منزل کی نشاندہی کی ہمت پیدا ہوئی۔ آپ کی یہ سوچ کہ اس موضوع پر لکھنا بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے کے مترادف ہے بلاشبہ ایک سچی حقیقت ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جو گروہ یہودیوں عیسائیوں ہندوؤں اور مسلمانوں میں زیرِ موضوع رہا ہو اور ہر مذہب اپنا اپنا نکتہ نظر رکھتا ہو اس پر صاد کرنے کی دشواریاں یقیناً بے تحاشہ ہوں گی لیکن اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہونا چاہئے کہ حکمت بالغہ نے صاحب درد افراد کے غور و فکر کے لیے مواد فراہم کر دیا ہے جو بہت بڑی خدمت ہے۔ آپ نے یاجوج ماجوج کے وجود کا

ثبوت یوحنا اور القرآن حکیم سے دے کر اُمت مسلمہ کو جھنجھوڑا ہے تا کہ آئندہ حالات کا قبل از وقت تدارک کیا جائے۔ یوحنا کا مکاشفہ ملاحظہ فرمائیں۔

''جب ہزار سال پورے ہو چکیں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائے گا اور ان قوموں کو جو زمین کے چاروں طرف ہوں گی یعنی یاجوج و ماجوج کو گمراہ کر کے لڑائی کے لیے جمع کرنے کو نکلے گا۔ (باب 2-7-8)

یہ بہت بڑی وارننگ ہے۔ اب بھی مسلمان اگر بے ہوش رہیں اور آپس میں لڑتے رہیں نفاق باہمی کا طرزِ عمل ترک نہ کریں جبکہ مدمقابل یہود و ہنود بھرپور تیاریاں کر رہے ہوں تو اس سے بدتر صورتِ حال اور کیا ہو سکتی ہے۔ حکمت بالغہ نے بلاشبہ اُمت مسلمہ کو برمحل خبردار کیا ہے۔

مکہ مکرمہ اور سومنات کی ایک ہی عرض بلد میں تعمیر باہمی ہم آہنگی اور اُخوت و محبت کا پیغام دیتی ہے مزید برآں ہندوؤں کا یہ عقیدہ کہ مناسب موقع پر خانہ کعبہ جائیں گے حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کی تکمیل ہوگی کہ ایک وقت آکر رہے گا سارے روئے ارضی پر اللہ کا دین غالب ہوگا۔ یہ باریک نکتہ انتہائی خوش اسلوبی سے بیان کیا گیا ہے جس سے مضمون کی افادیت مزید بڑھ گئی ہے۔

سورۂ نور کے مضامین کے حوالے سے ''نور'' کی جو وضاحت کی ہے قابل توجہ ہے فرماتے ہیں:

''قرآن مجید میں سورۂ نور کی اصطلاح میں نور ہے جو بعد میں انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات کے نور یعنی نورِ وحی پر ایمان لانے سے ''نورٌ علیٰ نور'' کا درجہ حاصل کر لیتا ہے (سورۂ نور ہی میں چونکہ بدکاری کی سزا ہے اور اس سے روکا گیا ہے یہ لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ یہ نور صرف انہی خوش نصیبوں کے حصہ میں آتا ہے جو جائز اور نکاح کی اولاد ہوتے ہیں دوسرے اس نور سے محروم رہتے ہیں۔)

اس طرح ہر گروہ کی کچھ سعید روحیں یہ روحانی سفر طے کر کے معرفت خداوندی کی دہلیز تک پہنچ جاتی رہی ہیں اور یہ روح پرور سفر آج بھی جاری ہے۔ بلاتصنع میں اپنا تاثر بیان کرنے پر مجبور ہوں کہ آپ نے دقیق مضمون کی گرہوں میں فلکیات، ارضیات، روحانیت، مادیت، تاریخ، جغرافیہ، ماضی، حال اور مستقبل کے اسباق قلمبند کئے ہیں، جو کہ بہت بڑی خدمت ہے جس کے لیے حکمت بالغہ کے ادارتی عملہ کے تمام ارکان لائق صد تحسین ہیں۔ اللہ کرے زورِ بیان اور زیادہ۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں — تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

خانقاہ حبیبیہ نقشبندیہ دارالعلوم چکوال کا روحانی، تربیتی، نقشبندی

سہ روزہ 61واں عظیم الشان **اجتماع** مبارک

13-14-15 مارچ 2013ء بدھ، جمعرات، جمعہ

زیر سرپرستی: شیخ طریقت رہبر شریعت جانشین مرشد عالم صاحبزادہ

پیر عبدالرحیم نقشبندی مجددی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ چکوال

یہ اشتہار اہل سنت کے درمیان اتحاد کے جذبے کے تحت شائع کیا گیا ہے

ترجمة القرآن کلاس

علم قرآن مجید اور اور فہم قرآن مجید کے شائقین کے لیے

ہفتہ وار کلاس کا اجراء

22 مارچ 2013ء سے آغاز

جس میں قرآن مجید کا سلسلہ وار درس ہوگا اور حاضرین کے سوالوں کے جواب بھی دیے جائیں گے

مدرّس: **انجینئر مختار فاروقی** (صدر انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ)

مقام: ہوٹل مسکن طیب (چوتھی منزل) (لفٹ کی سہولت کے ساتھ)

بالمقابل موبائل پلازہ، چرچ روڈ، جھنگ صدر

دن: جمعۃ المبارک وقت: بعد نمازِ عصر تا عشاء شرکت کی دعوت عام ہے

شرکت کے متمنی: ناظم اعلیٰ و اراکین انجمن 0336-6778561---047-7630861

انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ

کے قیام کا مقصد

منبع ایمان......اور......سرچشمۂ یقین

قرآنِ حکیم کے علم وحکمت کی

وسیع پیمانے پر......اور......اعلیٰ علمی سطح

پر تشہیر واشاعت ہے

تاکہ اُمتِ مسلمہ کے فہیم عناصر میں

تجدیدِ ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہوجائے

اور شاید اس طرح رسالتِ محمدی ﷺ کی منطقی انتہاء یعنی

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ......اور......غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی

کی راہ ہموار ہوسکے

و ما النصر الاّ من عند اللّٰہ (القرآن)